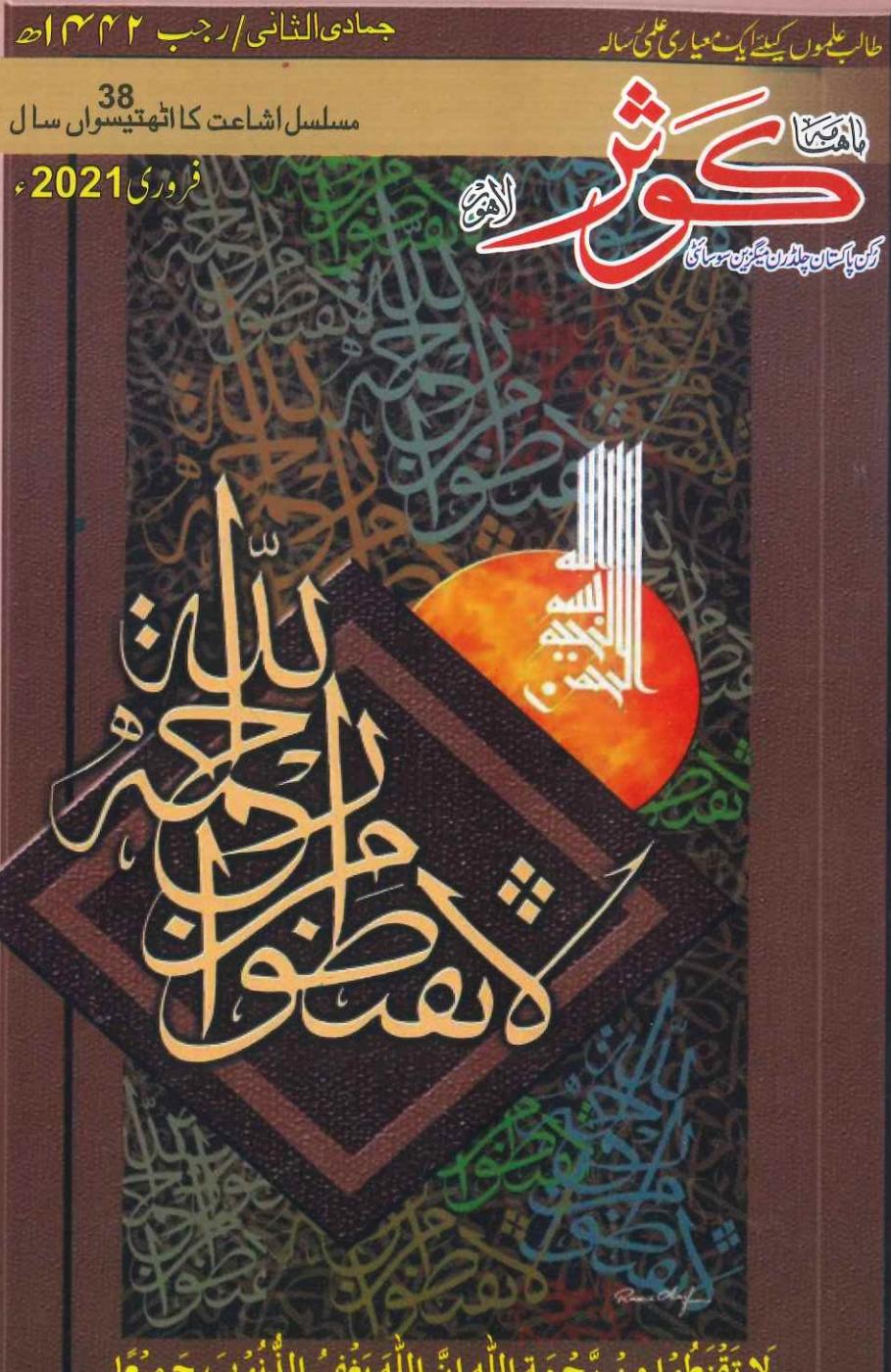


جمادی الثانی / ربیعہ ۱۴۴۲ھ

مسلسل اشاعت کا ٹھیکانہ سال 38

فروری 2021ء



لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا

”اللّٰہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو نایقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرمادے گا،“ (الزمر: 53)

MONTHLY
KAUSAR
LAHORE

Regd. No. CPL-61

February 2021

Vol.

38

No.

2



www.kausar.com.pk

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
طَالِبُوْنَ كَيْفَيْتَ عَلَيْيِ مَعْرِفَتِي سَارَ
کَوْثَرُ
ماہنامہ
رُکْنِ پاکستان چلڈرن یگین سوسائٹی

مسلسل اشاعت کا اٹھتیس وان سال

رجب.....	1322ھ
فروری.....	2021ء
جلد.....	38.....
شمارہ.....	2.....

خان بہادر انعام اللہ خان مرحوم

بیان

ڈاکٹر شیم الدین خواجہ مرحوم

مدیر اعلیٰ: پروفیسر ڈاکٹر مول احسن شیخ

34 L 2، ڈیشا ٹاؤن، لاہور

فون: 042-37281939, 0333-4027771
monthly.kausar@gmail.com

مدیرہ (اردو یونیشن): ڈاکٹر آحمد خواجہ

مدیرہ (انگلش یونیشن): عاشر شیم الدین خواجہ

یکے از مطبوعات:

دی چلڈرن قرآن سوسائٹی

خواجہ آر کید، وحدت روڈ، لاہور

فون: 042-37420679

قیمت فی شمارہ: 40 روپے

سالانہ زرخادی: 400 روپے

وی۔ پی: 470 روپے

مطبع

مکتبہ جدید پریس، لاہور

اهتمام طباعت

غازی محمد قاسم 042-37668110

gdsprinters@gmail.com

ڈیزائننگ محمد عبدالرحمن

لامپریزوں اور سکولوں کے لیے حکومت پنجاب سے منظور شدہ
So(PI)45/83

www.kausar.com.pk/media-gallery/mahnama-kausar-magazine

غصہ کی ممانعت

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ
وَالْكَظِيمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ط

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

(آل عمران: 134)

”وہ لوگ جو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں کشادگی میں بھی اور تنگی میں بھی اور وہ لوگ اپنے غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کو ایسے محسنین بہت پسند ہیں۔“

اس شمارے میں

☆ معاشرتی نظام کا تحفظ	5	ام عائشہ
☆ مشعل ذکر جلاتا ہوں میں	8	حافظہ تائب
☆ افق پر وہ ماہ تمام آ گیا ہے	9	پروفیسر عنایت علی خان
☆ صدقہ و خیرات کی اہمیت	10	ڈاکٹر نبیل عوض
☆ غصہ کی ممانعت	11	ڈاکٹر اسرار احمد
☆ تدبیر الہی	19	رفعت خواجہ
☆ "صرف اللہ کی پناہ"	23	حصہ عثمان
☆ باپ کی دعا	26	انتخاب: محمد ابراہیم
☆ صدقہ و امانت	27	شیخ عمر فاروق
☆ گھرداری	30	عائشہ محمد یسین
☆ کلام اللہ کی تاثیر	31	محمد عبدالرحمٰن
☆ علم کی لاج	35	طالب الہائی
☆ ایلیس کی مجلس شوریٰ	37	اسرار زیدی
☆ قرآن پاک کا مجزہ ان حساب	41	سلطان بشیر الدین محمود
☆ رزق حلال کا طالب فقیر	43	سعید ارشد
☆ قرآنی آیات کی طبی تشریع	46	انتخاب: خالد محمود
☆ ائمہ مسلم اب ہو بیدار	47	مرسلہ: محمد ندیم خواجہ
☆ لوہے کے پنچے	49	مریم خنساء
☆ ایک خواہش معصوم سی!	53	مداحۃ الرسول غافرہ
☆ اولاد کی اصلاح	55	مسروقار، مسزسرور، مسزوفریہ
☆ توجہ فرمائیے	57	درش کلیم سجنی
☆ گولڈن ملک	61	حکیم عزیز الرحمن
☆ تقریب تقسیم انعامات	64	آمنہ سلامت
☆ اور اب شیخ عمر فاروق!	66	ڈاکٹر مزل احسن شیخ

آپس کی باتیں

معاشرتی نظام کا تحفظ

ام عائشہ

آج ذرائع ابلاغ پر اگر سرسری سی نظر بھی ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ جرائم میں ہوش رُبا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سے یہ اندازہ مشکل نہیں کہ معاشرتی حوالے سے ہم کس قدر تجزیٰ کا شکار ہو چکے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ درحقیقت یہ اغیار کا اچنڈا ہے کہ وہ شیطان کے ساتھ مل کر مسلم معاشرے کو اسفل سافلین کی صفت میں پہنچا کر چھوڑ دیں گے۔ اس کام کے لیے انہیں ہمارے معاشرے ہی سے ایسے کارندے مل جاتے ہیں جن کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھنے نہیں، کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں اور جن کا اگر کوئی خدا ہے تو وہ پیسا ہے۔

علامہ اقبال نے خطبہ اللہ آباد میں پاکستان بنانے کا مقصد یہ بیان کیا تھا کہ اسلام کے رُخ روشن پر ملوکیت کی وجہ سے جو داغ پڑ گئے ہیں، انہیں صاف کیا جاسکے جبکہ ہم تو اسلام کے درختاں چہرے پر جہالت اور گمراہی کی کا لکھ مل رہے ہیں۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی ہمارے سیاسی، معاشری اور عدالتی نظام کو اغیار نے اپنے نشانے پر کھا۔ بظاہر ترقی اور روشن خیالی کی راہ اپنائی گئی لیکن نتیجہ یہ کلا کہ اسلام کے اساسی نظریات سے ڈوری پیدا ہوتی گئی۔ سیاسی نظام کے لیے وہی جمہوریت کا راگ الایا گیا جس میں بندوں کو گناہ کرتے ہیں، تو انہیں کرتے۔ معاشری نظام میں سود کو شامل کر کے ہم اللہ کے ساتھ مسلسل جنگ کی حالت میں ہیں۔ عدالتی نظام اب تک منحوس روئی قانون کے تحت چل رہا ہے۔

اب اغیار کی نظر میں اسلام کے معاشرتی نظام یعنی ہمارے گروں، ہماری

قدراختیار دیا گیا ہو، باز پس بھی اس کے مطابق ہی ہوگی۔ چن کے رُتبے ہیں سوا، ان کی سوامشکل ہے۔

کاش ہم اب بھی سنجل جائیں۔ ارباب حل و عقد اور علماء کرام مل کرسو جیں اور جتنی جلد ہو سکے اس سیکولار اور باطل نظام سے نجات حاصل کر کے اللہ کے دین کا قانون نافذ کریں۔

چن کے مالی اگر بنا لیں موافق اپنا شعار اب بھی
چن میں آ سکتی ہے پلٹ کر، چن سے روٹھی بہار اب بھی

☆.....☆.....☆

قائدِ اعظم نے فرمایا:

”تم جانتے ہو، جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے! یہ ایک مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسول خدا ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں، تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔“

☆.....☆.....☆

قادر اور چار دیواری پر ہیں۔ اس کے لیے وہ نظام تعلیم اور ذرائع ابلاغ پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں، جس کے لیے انہیں زخریہ غلام ہمارے معاشرے ہی میں سے مل جاتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں مردوں اور عورتوں کا دائرہ کار علیحدہ ہے لیکن یہاں صورت حال افسوس ناک ہے۔ بات ایئر ہو سٹش سے شروع ہو کر اب یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ آج ریل گاڑیوں اور بسوں میں بھی میزبانی کے فرائض خواتین انجام دے رہی ہیں۔ مارکیٹ میں دکانوں پر مردوں زن اکٹھے کام کرتے نظر آتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں مخلوط ماحول تو گویا اب عام سی بات ہو گئی ہے۔ ستم یہ ہے کہ ایسا سب کچھ عورتوں کی آزادی اور ترقی کے نام پر ہو رہا ہے۔ پہلے حیا کی علامتیں دوپٹہ اور چاراڑیں، اب غیر محروم مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جوں سے گھر کی چار دیواری بھی گر رہی ہے۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ درحقیقت یہ اسلامی تعلیمات اور احکام کو ہماری روزمرہ زندگی سے غیر متعلق کرنے کے لیے عیسائیوں، یہودو ہنود کا وہ منصوبہ ہے جو بڑی تیزی سے کامیاب ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے الیٹرائک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور تعلیمی ادارے سب سے زیادہ رفوطلب ہیں۔ اسلامی معاشرہ آج ایک سخت طوفان کی زد میں ہے۔ خداخواستہ اگر یہی حالت رہی تو ذات کے گڑھے میں گرنا ہمارا مقدر ہو گا!

ہر مسلمان راعی ہے، جس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی سے اس کی بیوی اور اولاد کے بارے میں، بیوی سے اس کی زیر تربیت اولاد اور دیگر کے بارے میں۔ حکماء اور علماء سے سب سے زیادہ پوچھ گھوگھ ہو گی کیونکہ جس

نعت

افق پر وہ ماہ تمام آ گیا ہے

پروفیسر عنایت علی خان

جہاں ذکرِ خیرالانام آ گیا ہے
 لبوں پر درود و سلام آ گیا ہے
 چمن میں جو وہ خوش خرام آ گیا ہے
 بہاروں کا گویا پیام آ گیا ہے
 کہا جس کی آمد پر انسانیت نے
 کہ خیرالبشر لام کام آ گیا ہے
 ستاروں کو تابندگی بخشنے کو
 افق پر وہ ماہ تمام آ گیا ہے
 ازل سے زمانہ تھا مشتاق جس کا
 وہ محبوب بالائے بام آ گیا ہے
 خدا کے کرم کی کرامت تو دیکھو!
 کرم بن کے راس الکرام آ گیا ہے
 کوئی کاش! آ کر عنایت سے کہہ دے
 غلاموں میں تیرا بھی نام آ گیا ہے
 ☆.....☆.....☆

حمد

مشعلِ ذکر جلاتا ہوں میں

حفیظ تائب

پرچمِ حمد اڑاتا ہوں میں
 روح کو وجد میں پاتا ہوں میں
 صحیح دم پڑھتا ہوں قرآن مجید
 گیتِ خلاق کے گاتا ہوں میں
 اس کی آیات سے کرنیں لے کر
 اپنے آفاق سجاتا ہوں میں
 تازہ کاری کا عمل دیکھتا ہوں
 جس طرف آنکھ اٹھاتا ہوں میں
 نیتوں کی جو خبر رکھتا ہے
 اُس کو احوال سناتا ہوں میں
 جب بھی تاریکیاں گھیریں تائب
 مشعلِ ذکر جلاتا ہوں میں

☆.....☆.....☆

ادبیں نووی
حدیث: 16

غصہ کی ممانعت

ڈاکٹر اسرار احمد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلَّهِ عَزَّلَهُ : أَوْصِنِي ، قَالَ :
”لَا تَغْضَبْ“ فَرَدَّ مِرَارًا ، قَالَ : ”لَا تَغْضَبْ“ (صحیح بخاری)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: آپؐ مجھے وصیت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا:

”غصہ نہ کیا کرو!“ اُس نے بار بار اپنا سوال دھرا یا۔ آپؐ نے
ہر بار یہی جواب دیا کہ ”غصہ نہ کیا کرو!“

اہل تقویٰ کا پہلا وصف: انفاق فی سبیل اللہ

سورہ آل عمران کی آیت 33 میں اہل تقویٰ کے کچھ اوصاف مذکور ہیں، جن میں پہلا وصف یہ بیان ہوا:

”وَهُوَ لُوْكُ جُو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں کشادگی میں بھی اور تنگی میں بھی۔“

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دو جہتیں ہیں:

☆ اللہ کی رضا کے لیے اُس کے بندوں میں سے جو محتاج ہوں اور جن کو کوئی ضرورت لاحق ہو، ان کی مدد کرنا۔ اس میں یقین، بیوائیں، مساکین اور مقروفین سب آجائیں گے۔

خدمتِ خلق

صدقة و خیرات کی اہمیت

ڈاکٹر نبیل عوض

”اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔“ (الکھف: 82)
میں جب بھی کسی سلبھے ہوئے نوجوان کو دیکھتا ہوں تو یقین ہو جاتا ہے کہ ضرور اس کا باپ صالح اور نیک ہو گا۔ باپ کی نیکی کا فائدہ دنیا میں اس کی اولاد کو ہوتا ہے۔ جب بھی نوافل کی ادائیگی میں کامیل ہونے لگتی ہے تو مجھے میری اولاد اور دنیا کی پریشانیاں یاد آتی ہیں کہ کہیں میری یہ سستی ان کی پریشانیوں کا سبب نہ بن جائے۔ لہذا ہمیں خود صالح بننے کی ضرورت ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور نبی مسیح علیہ السلام کو نفل ادا کرتے وقت فرماتے: ”میرے میئے! یہ تیرے روشن مستقبل کے لیے ہے۔“ پھر مذکورہ آیت کی تلاوت کیا کرتے۔ سیدنا سعید بن مسیبؓ فرمایا کرتے تھے: ”یقیناً ادائیگی نہماز میں نوافل کو لمبا کر دیتا ہوں بچوں کو یاد کرتے ہوئے کہ ان کا باپ صالح تھا۔“

میرا ایک دوست اعلیٰ عہدے دار ہونے کے باوجود روزانہ کچھ وقت فلامی کاموں میں لگاتا ہے۔ اس کا کہنا ہے: ”میں نے اپنے بچوں کو بے راہ روی سے بچانے کے لیے زندگی کا ایک حصہ خدمتِ خلق کے لیے وقف کر دیا ہے۔ اس کے بہترین اثرات میں اپنے بچوں کی زندگی میں دیکھ رہا ہوں۔“ ہم سب اپنی اولاد کے حوالے سے یہی تمnar کھتے ہیں۔ لہذا مخلوق کو آسانیاں مہیا کیجیے۔ کھانا دیجیے، دوائیں دیجیے، کپڑے دیجیے۔ ایک حدیث پاک کے مطابق اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ وہ بندہ اپنے بھائیوں کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

☆.....☆.....☆

حدیث کی تشریع

اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے! ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَعْضُبْ ”تم غصہ نہ کیا کرو۔“ یعنی تم مغلوب الغصب نہ ہو جایا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں غصہ آئے تو تم پر چھا جائے اور تمہارے اوپر اپنا غلبہ کر دے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے پار بار یہی سوال دہرا دیا۔ اس شخص کے دل میں شاید کوئی اور بات تھی۔ اس کے بار بار پوچھنے پر بھی نبی اکرم ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا: لَا تَعْضُبْ ”تم غصہ نہ کیا کرو!“

غصہ: انسان کی تین قسمیں

غصہ آ جانا ایک فطری بات ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے انسان کی فطرت میں رکھا ہے۔ اس اعتبار سے حضرت حسن بصریؓ کا ایک قول بڑا حکیمانہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غصے کے حوالے سے انسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو پورا اور مکمل انسان ہے، ایک وہ ہے جو آدھا انسان ہے یعنی جو انسانیت کے معیار پر مکمل پورا نہیں اترتا البتہ نصف تک آ جاتا ہے جبکہ تیسرا ان دونوں کے برعکس ہے اور اس میں انسانیت نام کی کوئی چیز ہے، ہی نہیں بلکہ وہ حیوان ہے۔ پورا انسان تو وہ ہوتا ہے جسے دیر میں غصہ آئے اور جلدی رفع ہو جائے۔

آدھا انسان وہ ہے جسے غصہ جلدی آئے اور جلدی رفع ہو جائے یادی میں آئے اور دیر میں رفع ہو۔ یعنی جلدی غصہ آیا اور جلدی ختم بھی ہو گیا، یادی میں غصہ آیا اور جانے میں بھی دیر لگا دی تو یہ دونوں برابر ہیں۔ تیسرا شخص وہ ہے کہ جسے جلد غصہ

☆ اللہ کے دین کے لیے خرچ کرنا۔ مثلاً دین کی تعلیم و تعلم کا کوئی نظام بنانا، دین کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے موجودہ سارے ذرائع و وسائل کو استعمال کرنا اور ان کے لیے خرچ کرنا۔

آیت کے اس مکملے میں دوسری بات یہ فرمائی گئی کہ اہل تقویٰ اللہ کی راہ میں خوش حالی اور تنگی دونوں صورتوں میں خرچ کرتے ہیں۔ خوش حالی میں تو آدمی کے پاس کافی مال ہوتا ہے اور ایسی صورتِ حال میں اگر وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر رہا ہے تو اس کی طبیعت پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا، لیکن اگر خود تنگی محسوس کر رہا ہے اور پھر بھی فی سبیل اللہ خرچ کر رہا ہے تو یہ گویا اس سے اعلیٰ اور مستحسن قدم ہے۔

اہل تقویٰ کا دوسرا وصف: غصہ میں درگزر کرنا

ذکورہ آیت میں اہل تقویٰ کا دوسرا وصف یہ بیان ہوا ہے:

”اور وہ لوگ اپنے غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرنے والے ہیں۔“

ظاہر ہے کہ کسی شخص نے غلطی کی ہو یا آپ کے ساتھ زیادتی کی ہے تو آپ کو غصہ آئے گا۔ یہاں حکم ہوا کہ جو بھی صورت ہو، اپنے غصے کو پی جاؤ اور لوگوں کو معاف کر دو۔ اہل ایمان اور اہل تقویٰ کا یہی شیوه ہے۔ غصہ کو پی جانا اور معاف کر دینا، درحقیقت ایک ہی کام کے دروغ ہیں۔

آخر میں فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کو ایسے محسینیں بہت پسند ہیں۔“

یہ وہی درجہ احسان ہے جو ہم حدیث جبریل کے ضمن میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔

الواح دے دی گئیں۔ یہ احکامِ عشرہ (Ten Commandments) پھر کی تختیوں پر کندہ تھے جو کہ شریعت موسوی کے اساس ہیں۔ حضرت موسیؑ کی غیر حاضری میں سامری کو موقع مل گیا۔ چنانچہ اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ایک شعبدہ دکھایا اور آلی فرعون کے زیورات کو پکھلا کر ایک پھرے کی شکل بنا دی اور اس کے اندر ایسا میکنزیم رکھا کہ جب اس میں سے ہوا گزرتی تھی تو اندر سے کھوکھلا ہونے کی وجہ سے ایسی آواز آتی تھی جیسے پھر اڑ کار رہا ہو۔ اُس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ ہے تمہارا خدا جبکہ موسیؑ کو تو کوئی مغالطہ لگا ہے اور وہ کسی غلط فہمی میں پتا نہیں کہاں اور کس خدا کے پاس گئے ہیں! لہذا تم اس کی پوجا کرو۔ سامری کی باتوں میں آ کر بنی اسرائیل کی کثیر تعداد نے اُس پھرے کی پرستش شروع کر دی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے موسیؑ کو وہ طور پر آگاہ کہ تمہاری قوم قتنے میں پڑ چکی ہے۔

حضرت موسیؑ علیہ السلام کا قوم پر انتہائی غصہ

حضرت موسیؑ انتہائی غصے کے عالم میں اپنی قوم میں واپس آئے اور ان کی اس حرکت پر سخت افسوس اور رنج کا انہصار کیا۔ اس کے بعد حضرت موسیؑ نے جو کچھ کیا وہ آپ کی جلالی طبیعت کا مظہر ہے۔ یہ واقعہ سورۃ الاعراف کی آیت 150 میں مذکور ہے۔ شدتِ غصب سے آپ نے تورات کی تختیاں زمین پر ڈال دیں اور اپنے بھائی ہارون کی دائرہ اور پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا کہ تم نے ان کو روکا کیوں نہیں! میں تو تمہیں یہاں خلیفہ بنانا کر گیا تھا۔ تمہارے ہوتے ہوئے یہاں یہ سب کچھ ہو گیا تو تم مجھے بتانے کے لیے میرے پیچھے کیوں نہیں آگئے؟ حضرت ہارونؑ نے کہا کہ مجھے اندر یہ ہوا کہ آپ کہیں گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ پیدا کر دیا جبکہ میں نے انہیں

آئے اور دیر میں جائے۔ ایسا شخص اخلاقی اعتبار سے انسان کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے۔ لہذا غصب کے اعتبار سے یہ تین درجے ہمارے سامنے رہنے چاہئیں۔

حضرت موسیؑ علیہ السلام کی جلالی طبیعت

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مزاج مختلف بنائے ہیں۔ بعض میں جمال اور حرم کا عصر زیادہ ہوتا ہے جبکہ بعض لوگ جلالی مزاج کے ہوتے ہیں۔ طبائع اور مزاج کا یہ فرق ہمارے بزرگوں اور دین دار لوگوں میں بھی ہوتا ہے، حتیٰ کہ انبیاء و رسول میں بھی یہ فرق نمایاں تھا۔ مثلاً حضرت موسیؑ جلالی طبیعت کے مالک تھے۔ ان کے مزاج کے اس پہلو کو واضح کرنے والے کئی واقعات قرآن حکیم میں مذکور ہیں۔

ایک واقعہ تو بہت معروف ہے کہ ایک قبطی اور ایک اسرائیلی کا کسی بات پر جھگڑا ہو رہا تھا۔ حضرت موسیؑ وہاں سے گزرے تو اسرائیلی نے آپ سے مدد مانگی۔ اس پر حضرت موسیؑ نے اس قبطی کو ایک مکار سید کیا اور اس کی جان نکال دی۔

حضرت موسیؑ کے جلال کا سب سے بڑا نقشہ جو قرآن مجید میں آتا ہے وہ بنی اسرائیل کے شرک میں ملوث ہونے کے موقع پر ہا جب آپ کو وہ طور پر گئے ہوئے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بھرت کی اجازت دی اور حضرت موسیؑ اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکل آئے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو پھاڑ کر بنی اسرائیل کو پار گزار دیا۔ اس کے بعد انہیں شریعت دینے کا مرحلہ آیا۔ یہ اللہ کا قانون ہے کہ بھرت کے بعد شریعت آتی ہے جبکہ بھرت سے پہلے کا وقت تو ایک کشاش کے اندر گزرتا ہے۔

بنی اسرائیل کا شرک جلی (پھرے کی پوجا کرنا)

حضرت موسیؑ کے ساتھ کوہ طور پر چالیس دن تخلیہ کا معاملہ ہوا اور پھر انہیں

مجزوں کو دیکھنے کے باوجود قوم کے یوں شرک میں بٹلا ہو جانے پر حضرت موسیٰؑ کا غصب ناک ہو جانا بالکل معقول اور قرین قیاس ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام کی دینی حمیت

دینی حمیت پر غصب ناک ہونے کی ایک اور مثال اللہ کے رسولوں میں حضرت یونسؑ کی ہے۔ اس حوالے سے سورۃ الانبیاء کی آیت 87 میں ارشاد ہوا:

”اور مجھلی والے کو بھی (ہم نے نوازا) جب وہ چل دیا غصے سے بھرا ہوا.....“

حضرت یونسؑ عراق کے شمال میں واقع نیواشہر میں رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے قوم کو حق کی دعوت و تبلیغ کی اور ہر طرح کی نصیحت و تلقین کا حق ادا کیا، مگر قوم کفر پر اڑی رہی۔ اس کے بعد حضرت یونسؑ غصب ناک ہو کر انپی قوم کو چھوڑ کر چل دیے کہ اب تو ان پر اللہ کا عذاب آ کر رہے گا۔ لیکن یہاں ان سے ایک خطا ہو گئی کہ اللہ کی طرف سے اجازت آ جانے سے پہلے ہی آپ انپی قوم اور شہر کو چھوڑ کر چل دیے۔ دراصل رسولوں کے لیے یہ شرط ہے کہ رسول جس قوم یا علاقے کی طرف بھیج دیا جائے تو اللہ کی طرف سے بھرت کی دوڑوک اجازت آ جانے سے پہلے رسول وہ جگہ چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ یہ بات حضرت یونسؑ کے ذہن میں نہ رہی اور آپ انپی قوم سے ناراض ہو کر غصے کی حالت میں قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس غلطی پر ان کی کپڑ ہوئی۔ لہذا مجھلی نے آپ کو نگل لیا اور وہاں آپ نے اللہ سے استغفار کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمایا۔

یہ ساری تفصیل بتانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت یونسؑ کا غصب ناک ہو جانا

روکنے کی حق الامکان کوشش کی لیکن تفرقہ کے ڈر سے کوئی انتہائی قدم نہیں اٹھایا۔

مرتد کی سزا: قتل

بنی اسرائیل کے اس شرک کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا کہ بارہ قبیلوں میں سے ہر قبیلے کے جتنے لوگوں نے یہ شرک کیا ہے، انہیں اسی قبیلے کے وہ لوگ قتل کریں جو تو حید پر قائم رہے ہیں۔ چنانچہ تورات کی روایت کے مطابق ستر ہزار یہودی قتل ہوئے۔ اسی بنا پر اسلام میں بھی مرتد کی سزا قتل ہے۔

حمیتِ ذاتی اور حمیتو دینی کا فرق

انسان کو غصہ تب آتا ہے جب کسی نہ کسی حمیت پر زد پڑتی ہے۔ اگر حمیت ذاتی ہے یعنی آپ نے محسوس کیا کہ میری ذات، میری عزت، میرے خاندان، میری قوم یا میرے وطن پر حملہ کیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ آپ کو غصہ آئے گا۔ اگر اللہ کے دین پر حملہ کیا گیا، تو یہ حمیت دینی ہے۔ ایسی صورت میں غصہ آنا مستثنی ہو جائے گا ان غصوں سے جو حمیتو ذاتی، حمیتو عائلی، حمیتو قومی یا حمیتو دینی پر زد پڑنے کی وجہ سے آتے ہیں۔ لہذا اپنے کسی ذاتی معاملے پر غصہ میں آ جانا اور اللہ کے دین کے معاملے میں غصب ناک ہو جانا، ان میں بنیادی طور پر فرق پڑ جائے گا۔ حضرت موسیٰؑ کو بھی دینی حمیت پر غصہ آیا تھا کہ میری قوم نے اتنے بڑے بڑے مجرے دیکھنے کے باوجود شرک کی روشن اختیار کر لی! شروع میں دو مجرے تھے: حضرت موسیٰؑ کے عصا کا سانپ بن جانا اور یہ بیضا۔ پھر صحرائے سینا میں من و سلوی کا نزول ہوا اور ایک چنان سے بارہ چشے پھوٹ پڑے جبکہ سب سے بڑا مجرہ سمندر کو پھاڑ کر بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے لا و لشکر سے نجات دینا تھا۔ ان سب

دینی حقائق

تدبیر الہی

رفعت خواجہ

پہلا منظر

در بار الہی سجا ہوا ہے۔ فرشتوں کے پرے کے پرے تسبیح و تمجید میں لگے ہوئے ہیں۔ اتنے میں فرشتوں کے سردار حضرت جبریلؐ سر جھکائے حاضری کا اذن چاہتے ہیں۔ انہیں حاضر ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔ وہ کچھ مغموم اور اُداس دکھائی دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پریشانی کی وجہ پوچھتے ہیں۔ حضرت جبریلؐ عرض کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ آپ کا کلام کفار مکہ کو پیش کرتے ہیں تو وہ ان پر ازالہ لگاتے ہیں کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا نہیں بلکہ آپ کو کوئی سکھاتا ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ جاؤ ان سرکشوں کو ایک چیلنج دے دو۔ ان سے کہو:

”اور اگر تم واقعیًا شک میں ہو اس کلام کے بارے میں جو ہم نے اتنا را اپنے بندے پر (کہ یہ ہمارا نازل کردہ ہے یا نہیں)، تو لے آؤ ایک ہی سورت اس جیسی، اور بیالو اپنے سارے مددگاروں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔“ (البقرة: 23)

دوسرा منظر

قرآن مجید بتدریج نازل ہو رہا ہے۔ اُس کا اندازہ بیاں دلوں کو مسحور کر رہا ہے۔ عربوں کو پیدائشی طور پر فصاحت اور بلا غلت کا ملکہ دیا گیا ہے۔ وہ جب بولتے ہیں تو رد کی طرح کڑ کتے اور بادل کی طرح برستے ہیں۔ جب انہیں یہ چیلنج

اگرچہ حیثیت دینی کی وجہ سے تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ شرائط کو نظر انداز کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ اس ضمن میں اگر کسی رسول سے بھی کوتا ہی ہوئی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوئی ہے۔ البتہ حضرت یوسفؐ واحد رسول ہیں جن سے کچھ خطہ ہوئی تو پھر اس خطہ کی انہیں مزا بھی ملی۔ باقی اور رسولوں میں سے کسی کے ساتھ ایسا معاملہ ثابت نہیں ہے۔

روحانی معانج کے لیے شخصی تشخیص کی اہمیت نبی اکرم ﷺ کے اس اندازہ بیان (لَا تَغْضِبْ، لَا تَغْضِبْ، لَا تَغْضِبْ) سے ایک بڑی اہم بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ درحقیقت شخصی تشخیص اور شخصی علاج کا معاملہ تھا۔ روحانی معانج کے لیے شخصی تشخیص بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور وہ اسی کے مطابق علاج کرتا ہے۔ انبیاء و رسول مزکی تھے اور وہ لوگوں کا روحانی تزکیہ کرتے تھے۔ یہی رسول اکرم ﷺ کا انداز تھا۔ اکثر اذکار تو حضور اکرم ﷺ نے سب کو بتائے لیکن بعض اذکار ایسے بھی ہیں جو آپؐ نے کسی فرد و احمد کو اُس کی باطنی کیفیت کے مطابق بتلائے۔ اسی طرح آپؐ نے بعض لوگوں کو کچھ خاص نصیحتیں بھی فرمائیں۔ چنانچہ روحانی معانج کے اندر شخصی تشخیص و شخصی علاج کی صلاحیت ضروری ہے، اس لیے کہ لوگوں میں مختلف قسم کے باطنی امراض ہوتے ہیں۔ الہذا زیر مطالعہ فرمان نبویؐ میں یہ اس شخص کے لیے شخصی تشخیص و علاج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے اندر غصب اور غصہ کا معاملہ ضرورت سے زائد تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے تکرار کے ساتھ اسے اسی سے بچنے کا مشورہ دیا۔

☆.....☆.....☆

کہ عرب تو شعر و شاعری کے ماہر ہیں۔ اس سے بھی تمہارا جھوٹ کھل جائے گا۔ وہ زچ ہو کر کہتے ہیں کہ ہم انہیں کا ہن کہہ دیں گے۔ ولید نے کہا کہ یہ بھی غلط ہے۔ لوگ جب ان کا کلام سنیں گے تو پہتہ چل جائے گا کہ یہ کسی کا ہن کا کلام نہیں۔ پھر وہ تمہیں ہی جھوٹا کہیں گے۔

اب سب ولید سے کہتے ہیں کہ تم ہی اس کا کوئی حل بتاؤ۔ وہ سوچ کر کہتا ہے: ”خدا کی قسم! اس کلام میں ایک خاص حلاوت اور ایک خاص رونق ہے جو میں کسی شاعر اور فضح و بلیغ کے کلام میں نہیں پاتا۔ پھر بھی اگر کچھ کہنا ہی ہے تو تم ان کو ساحر کہہ دو کہ اس کلام سے وہ باپ بنتے اور میاں بیوی میں جدائی ڈال دیتے ہیں۔“

چوتھا منظر

قرآن کو نازل ہوتے ہوئے چودہ پندرہ برس بیت چکے ہیں۔ کفار مکہ اس کے چیلنج کو قبول کرنے سے عاجز ہیں۔

عش الہی پر کچھ چہل پہل ہے۔ بعض مقرب فرشتے دور ویہ کھڑے ہیں، جیسے کسی معزز مہمان کا استقبال کرنا ہو۔ حضرت جبریل سر جھکائے حاضر ہوتے ہیں اور لب کشا ہوتے ہیں کہ کفار مکہ کی تو زبانیں گنگ ہوئی تھیں لیکن یہودیوں نے ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی فضح و بلیغ کلام میں حقیر چیزوں کا ذکر کلام کے گھٹایا ہونے کی دلیل ہے۔ آپس میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں کہ خدا کا یہ کیسا کلام ہے کہ کبھی کمکھی کا ذکر ہو رہا ہے، کہیں مچھر کی مثالیں دی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمثیل سے حقیقت کو سمجھانے کے لیے مددی جاتی ہے۔

ہم اپنے کلام میں پہلے بھی تمثیلوں سے لوگوں کو سمجھنے میں آسانی مہیا کرتے رہے ہیں۔ انجیل میں حضرت مسیح کی زبان سے کہلوایا تھا کہ ”تم مچھر چھانتے ہو اور

دیا گیا تو اب وہ راتوں کو چھپ چھپ کر قرآن سنتے ہیں۔

رات کا وقت ہے۔ ابو جہل، ابو سفیان اور اخشن بن شریق گھروں سے نکلے ہوئے ہیں اور علیحدہ علیحدہ گوشوں میں چھپ کر قرآن سن رہے ہیں۔ ساری رات اسی طرح گزر جاتی ہے۔ جب صبح کا سپیدہ ظاہر ہوتا ہے تو ایک دوسرے کو دیکھ کر شرمندہ ہوتے ہیں اور ملامت کرتے ہیں کہ یہم نے بہت بڑی حرکت کی۔ آئندہ ایسا نہ ہو۔ عوام کو اس کی خبر ہو گئی تو وہ سب مسلمان ہو جائیں گے۔

اگلی رات پھر بھی چاٹ انہیں چھپ کر قرآن سنتے پر مجبور کر دیتی ہے۔ صبح جب لوٹنے لگتے ہیں تو پھر ملاقات ہو جاتی ہے۔ اس دفعہ وہ پکا معابدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔

تیسرا منظر

اخشن بن شریق لاٹھی نیکتا ہوا ابو سفیان کے پاس پہنچتا ہے اور پوچھتا ہے: تمہارا اس کلام کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابو سفیان اعتراف کرتا ہے کہ ایسا کلام اس نے پہلے کبھی نہیں سننا۔ اب دونوں ابو جہل کے پاس جاتے ہیں۔ وہاں پہلے ہی چند اال چوکڑی بیٹھی ہوئی ہے اور اس سوچ میں گرفتار ہے کہ حج کا موسم آ رہا ہے، لوگ اطرافِ عرب سے آئیں گے اور رسول اکرم ﷺ کا کلام سنیں گے تو فریفته ہو جائیں گے اور غالب امکان ہے کہ مسلمان ہو جائیں۔ اس کا کیا توڑ کیا جائے! ولید بن مغیرہ بھی موجود ہے۔ وہ لوگوں سے اُن کی رائے پوچھتا ہے۔

ایک طرف سے تجویز آتی ہے کہ ہم کہہ دیں گے کہ محمد ﷺ مجنوں ہیں (معاذ اللہ)۔ ولید کہتا ہے کہ ایسا ہرگز نہ کہنا۔ جب وہ کلام سنیں گے تو تمہیں صاف جھوٹا پائیں گے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم انہیں شاعر کہہ دیں گے۔ ولید نے کہا

عظمت صحابہ

”صرف اللہ کی پناہ“

حضرت عثمان

سیدنا عاصم بن ثابت انصاریؓ بہت اونچے رتبے والے ایک مجاہد صحابی تھے۔ حضور ﷺ کی ہجرت سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ سب سے پہلے 2 ہجری میں غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

لڑائی سے پہلے رسول پاک ﷺ نے اُن سے پوچھا: ”کس طریقے سے لڑو گے؟“ وہ تیرکان لے کر اٹھے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! جب دشمن دوسو ہاتھ کے فاصلے پر ہو گا تو تیر ماروں گا۔ اُس سے قریب ہو گا تو نیزے کے ساتھ اُس پر حملہ کروں گا اور اس سے بھی نزدیک ہو گا تو اس پر تکوar کا وارکروں گا۔“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”لڑائی کا یہی طریقہ ہے۔ تم لوگ اسی طرح لڑنا۔“

لڑائی شروع ہوئی تو وہ نہایت بہادری سے لڑے اور کافروں کے ایک سردار عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا۔

اگلے سال احدی کی لڑائی میں بھی وہ رسول پاک ﷺ کے ساتھ تھے۔ کافروں کے دونا می بہادروں مسافع بن طلحہ اور حارث بن طلحہ کو انہوں نے تیر مار کر قتل کیا۔ قریش کے ایک شریر شاعر ابو عزہ عمرو بن عبد اللہ کو مسلمانوں نے گرفتار کر کے رسول پاک ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپؐ نے اسے حضرت عاصمؓ کے سپرد کیا۔ انہوں نے اس کی گردن اڑادی کیونکہ ابو عزہ نے حیله اور فریب سے کام لیا تھا اور مسلمانوں کو سخت تکلیف پہنچائی تھی۔

ہجرت کے چوتھے سال کا ذکر ہے کہ صفر کے مہینے میں ایک عرب قبیلے کے

سموچے اونٹ نگل جاتے ہو؟“ تمثیل سے بات ذہن میں آسانی سے اترجماتی ہے۔ اصل میں جو لوگ اس سے چڑتے ہیں، ان کی فطرت میں بھی ہے۔ وہ ہم سے اپنے عہدِ است کو توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہم ہدایت عطا نہیں کرتے۔

پانچواں منظر

ایک مچھر دربار الہی میں عرض کرتا ہے گویا ایک آنکھ کمزور ہے اور ایک ٹانگ بھی کام نہیں کرتی لیکن پھر بھی آپ کے حکم سے میں یہودیوں کو ان کی ریشہ دوانیوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہوں۔ آپ نے اس قوم پر اتنے احسان کیے ہیں لیکن یہ احسان فراموش باز نہیں آتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جاؤ تم اپنا کام کرو۔ پہلے تھارے ہاتھوں سے نمرود اور اس کی فوج کا انجام دنیا دیکھ چکی ہے۔ اب ہم یہودیوں کو مہلت دے رہے ہیں۔ ان پر کچھ عذاب کے کوڑے بر سائے جائیں گے تاکہ ان میں سے کچھ لوگ عبرت حاصل کر لیں۔ اگر یہ باز نہ آئے تو ہم انہیں ایک جگہ اکٹھا کر لیں گے اور پھر ان کا ہمیشہ کے لیے قلع قلع کر دیں گے، اور ہمارا فیصلہ شدنا ہے۔

☆.....☆.....☆

تیرے وجود پہ فہرستِ انیاء ہے تمام
تجھی پہ ختم ہے روح الامیں کی نامہ بری

مکہ کے کفار کو حضرت عاصمؓ کے شہید ہونے کی خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ جن کا فرود کو حضرت عاصمؓ نے غزوہ بدر اور غزوہ احمد میں قتل کیا تھا، ان کے وارث چاہتے تھے کہ حضرت عاصمؓ کے جسدِ خاکی کے لکڑے کر دیں یا پھر آگ میں جلا کر اپنا دل محضدا کر دیں۔ کہا جاتا ہے کہ غزوہ احمد میں مارے جانے والے مسافع اور حارث کی ماں نے منت مانی تھی کہ اگر عاصمؓ کا سرمل جائے تو ان کی کھوپڑی میں شراب پیے گی۔

ادھر شہادت سے پہلے حضرت عاصمؓ نے دعا کی تھی کہ کوئی کافر یا مشرک ان کے جسم کو نہ چھوئے۔ جب مکہ کے کافروں نے اپنے چند آدمی رنجیج بھیج ٹوانہوں نے دیکھا کہ شہد کی بے شمار مکھیوں نے حضرت عاصمؓ کے جسدِ خاکی کو گھیر رکھا ہے۔ اس پر وہ پیچھے ہٹ کر اس انتظار میں پیٹھ گئے کہ رات کو جب مکھیاں ہٹ جائیں گی تو وہ آسانی سے اپنا مذموم مقصد پورا کر لیں گے۔

اللہ کی قدرت سے رات کو اس زور کی بارش ہوئی کہ اس نے سیلا ب کی صورت اختیار کر لی اور حضرت عاصمؓ کا پاک جسم پانی میں بہہ گیا۔ یوں حضرت عاصمؓ کی دعا قبول ہو گئی اور کافروں کے ہاتھ کچھ نہ آیا!



اطلاع برائے قارئین

ماہنامہ ”کوثر“ کا آن لائن مطالعہ درج ذیل لینک پر کیا جا سکتا ہے:

www.kausar.com.pk/media-gallary/mahnama-kausar-magazine

چند آدمی مدینہ منورہ آئے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے مہمان بنے۔ وہ چند دن اسلام کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اُس کے بعد انہوں نے رسول پاک ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ اپنے کچھ صحابہؓ بھیجیں تاکہ وہ ہمارے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو بھی اسلام کی تعلیم دیں۔ رسول پاک ﷺ نے اُن کی درخواست قبول کر لی اور اپنے دس پیارے ساتھیوں کو اُن کے ساتھ کر دیا۔ اُن کا سردار آپ نے حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ کو مقرر فرمایا۔

جب حضرت عاصمؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رجیع کے مقام پر پہنچے تو جو لوگ اُن کو اپنے ساتھ لائے تھے، انہوں نے خداری کی۔ وہ اپنے اور دو دوسرے قبیلوں کے ہتھیار بند کافروں کو بلا لائے۔ حضرت عاصمؓ اُن کی نیت بھانپ گئے اور سمجھ گئے کہ یہ لوگ ہماری جماعت کو گرفتار یا قتل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک قربی پہاڑی پر چڑھ گئے۔ کافروں نے اُن کا محاصرہ کر لیا اور ان سے کہا: ”اگر تم پہاڑی سے اتر آؤ اور ہماری پناہ مانگ لوت تو ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے اور کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔“

حضرت عاصمؓ نے اُن کے جواب میں پکار کر کہا: ”میں صرف اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، کسی کافر کی پناہ میں نہیں آنا چاہتا۔ میرے لیے اللہ کی پناہ کافی ہے۔“ پھر دعا کی: ”اہلی! رسول اللہ ﷺ کو ہمارے حال کی خبر کر دے۔“

ان کا جواب سن کر کافروں نے اُن پر تیروں کی بارش کر دی، جس سے حضرت عاصمؓ اور ان کے سات ساتھی شہید ہو گئے۔ دو کافروں نے گرفتار کر لیا اور مکہ لے جا کر قریش کے کافروں کے ہاتھ بیج دیا۔ قریش نے کچھ عرصہ دونوں کو قید رکھا، پھر شہید کر دیا۔

خدمت سے عظمت

باپ کی دعا

انتخاب: محمد ابراہیم

نامور خطیب اور واعظ مولانا محمد حسین شینو پوریؒ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے والد گرامی کو گلٹھیے کا شدید مرض لاحق ہو گیا، جس کے باعث ان سے چلا بھی نہیں جاتا تھا۔ اس وقت مولانا ابھی اتنے معروف نہیں تھے جتنی اللہ نے انہیں بعد میں عزت عطا فرمائی۔ مولانا اپنے والد کو جمعہ پڑھنے ساتھ لے جاتے یا کسی جلسے میں لے جاتے تو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوتا۔ ایک دن جذبہ پدری نے جوش مارا تو اپنے بیٹے کے لیے دعا کی: ”یا اللہ! جس طرح میرا بیٹا مجھے کندھوں پر اٹھائے پھرتا ہے اسے اتنی عزت اور مقبولیت عطا فرمادے لوگ اسے پلکوں پر اٹھائے پھریں۔“

پھر یوں ہوا کہ ایک دفعہ کسی بہت بڑے اجتماع میں مولانا کو مدعو کیا گیا۔ جب آپ گراڈ میں تشریف لائے تو لوگوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا۔ مولانا بیان کرتے ہیں جب اچانک لوگوں نے میرے ساتھ اس انداز میں اظہار عقیدت کیا تو مجھے اپنے والد گرامی کی دعا یاد آگئی اور میری آنکھیں نم ناک ہو گئیں کہ آج میرے والد کی دعا پوری ہونے کا منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

☆.....☆.....☆

دینی شاعر

صدق و امان

شیخ عمر فاروق

قاضی ابو بکر محمد بن عبدالباقي انصاریؒ کہتے ہیں:

میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا۔ ایک دن مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ مجھے کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے اپنی شدید بھوک مٹا سکوں۔ میں اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے ریشم کی ایک تھیلی گردی ہوئی تھی۔ اس کا منہ بھی ریشمی ڈوری سے بندھا ہوا تھا۔ اپنی رہائش گاہ پہنچ کر جب تھیلی کو کھولا تو اس کے اندر موتویوں کا ایک نہایت ہی خوب صورت ہار تھا۔ تھیلی کو اپنی رہائش گاہ میں رکھا اور باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص پانچ سو دینار ہاتھوں پر لیے یا اعلان کر رہا تھا:

”میری ریشمی تھیلی گم ہو گئی ہے جس میں موتویوں کا ہار ہے۔ جو شخص اسے واپس دے گا، یہ پانچ سو دینار اسے بطور انعام دوں گا۔“

میں ضرورت مند تھا اور فاقہ کشی میں بمتلا تھا مگر مجھے رسول اکرم ﷺ کا یہ قول یاد آیا:

”جس نے اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اس سے بہتر اسے عطا فرمائے گا۔“

اور اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

نے ہاں کر دی۔

شادی کے بعد جب بیوی سامنے آئی تو میں نے دیکھا کہ بالکل وہی متینوں کا ہار اس کے گلے کی زینت بنا ہوا ہے جسے میں نے مکمل تکمیل میں پایا تھا۔ میں ٹکٹکی باندھ کر ہار کی جانب دیکھنے لگا۔ لوگوں کو میرے اس رویے پر تجھب ہوا تو میں نے اس کی تفصیل بتا دی جس پر سب نے بلند آواز کہا: ﴿الله أَكْبَرُ﴾۔ میں نے پوچھا: ”بات کیا ہے؟“ انہوں نے بتایا کہ وہ بوڑھا آدمی جس کا ہار تمہیں ملا تھا، اسی لڑکی کا باپ تھا۔ وہ ہمیں سنایا کرتا تھا کہ میں نے پوری دنیا میں ایک ہی کامل مسلمان دیکھا ہے اور وہ وہی نوجوان ہے جس نے متینوں کا ہار میرے حوالے کر دیا تھا۔ نیزوہ برابر اپنی دعا میں کہا کرتا تھا: ”اے اللہ! مجھے اور اس نوجوان کو ایک ساتھ اکٹھا کر دے تاکہ میں اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دوں۔“ یقیناً اسی بوڑھے کی دعا کا نتیجہ ہے کہ تم ہمارے جزیرے میں آپنچھے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس بوڑھے کی دعاقبول فرمائی ہے۔

☆.....☆.....☆

”میں اپنی امت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو ذروں کی طرح فضا میں اڑا دے گا۔ جان لو! وہ بھی تمہاری طرح عبادت گزار ہوں گے لیکن وہ تنہائیوں میں حرام کاموں کا ارتکاب کریں گے۔“

(ابن ماجہ)

”(مسلمانو! یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے اما نتیں اہل امانت

کے سپرد کرو۔“ (النساء: 58)

میں اپنی رہائش گاہ پہنچا اور وہ تھیلی اس بوڑھے شخص کے ہاتھ میں لا کر تھا دی۔ اس پر وہ بہت خوش ہوا اور مجھے پانچ سو دینار پیش کر دیے مگر میں نے اسے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ تھیلی آپ تنک پہنچانا میرا فرض تھا کیونکہ آپ ہی اس کے حقیقی مالک ہیں۔

میرے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ تھا۔ میں نے بوریا بستر لپیٹا اور بھری سفر اختیار کیا۔ سفر کے دوران ایک حادثے سے وہ بھری جہاز ٹوٹا، جس سے مسافر اور ساز و سامان ادھر ادھر بکھر گئے۔ اتفاق سے اس جہاز کا ایک تختہ میرے ہاتھ آیا اور میں اس پر بیٹھ گیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مجھے اس تختہ نے ایک جزیرے میں لا ڈالا۔ اس جزیرے میں کچھ لوگ آباد تھے، انہوں نے مجھے سمندر سے نکالا۔ صاف سترہ لباس دیا اور خاطر و مدارات کی۔ انہوں نے مجھے سے پوچھا: ”کیا تمہیں پڑھنا لکھنا آتا ہے؟“ میں نے انہیں قرآن سنایا تو بڑے منთاثر ہوئے اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر مجھے لگا دیا۔ چند دن کے اندر مجھے اللہ تعالیٰ نے قدر و منزت کے رتبے پر پہنچا دیا۔

کچھ عرصے کے بعد ان لوگوں نے کہا: ”ہمارے یہاں ایک معزز بوڑھے شخص تھے۔ وہ انتقال کر چکے ہیں۔ اس کی ایک نیک اور خوب صورت لڑکی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری شادی اس سے کر دیں۔“ ان کے بار بار اصرار سے میں

گھرداری

عائشہ محمد یلین

☆ آپ نے جو کچھ سیکھا ہے اسے اپنے تک محدود نہ رکھیں بلکہ دوسروں کو بھی سکھائیں تاکہ آپ کا ہمراگے پھیلتا رہے۔ اپنے اساتذہ اور تعلیمی ادارے سے کبھی اپنا تعلق نہ توڑیں بلکہ اسے ہمیشہ اپنی دعاوں میں یاد رکھیں۔

☆ گھر کی چیزیں ترتیب سے رکھیں۔ ضروری کاغذات، بل، کسی دفتر کا لیٹر، سکول کا جج کے خط، کوئی شادی کا رد وغیرہ رکھنے کے لیے گھر کی ایک جگہ طے کر لیں اور ہمیشہ وہیں رکھیں۔ اسی طرح باقی چیزیں مثلاً کپڑے، کچن کا سامان وغیرہ بھی۔ یوں بروقت چیز نہ ملنے سے گھر میں ہونے والے ہنگامے اور پریشانی سے نجات ملے گی۔

☆ زندگی کو خوش گوارہ بنانے کے لیے ہمیشہ کل کا پلان آج بنالیں۔ کل کیا کرنا ہے، کیا پکانا ہے، کہاں جانا ہے، کسی کی خیریت پوچھنی ہے، گھر کا کوئی کام، صفائی، مرمت، کپڑوں کی دھلانی وغیرہ رات سونے سے پہلے سوچ کر رکھیں۔ یہ تمام باتیں زندگی کو خوش گوارہ اور پر سکون بنادیں گی۔

☆ اپنے رشتؤں، ناطوں کو جتنی عزت دیں گی، آپ کی بھی اتنی ہی عزت ہو گی۔ اپنے گرد لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کر کے اپنی اور اپنے والدین کی نیک نامی کا باعث بنیں کہ انہوں نے آپ کی اچھی تربیت کی ہے۔

☆.....☆.....☆

تاریخ کے جھروکوں سے

کلام اللہ کی تاثیر

محمد عبدالرحمٰن

☆ روزن سے آواز
ایک وقت تھا جب فضیل بن عیاضؓ راہزنی کرتے تھے۔ بے باک اس درجہ کے تھے کہ پہلے سے اعلان کر کے ڈاکا ڈالا کرتے۔ ایک رات وہ اسی نیت سے مکانوں کی چھتوں سے گزر رہے تھے کہ کسی روزن سے اُن کو کوئی آواز سنائی دی۔ انہوں نے رک کر روزن سے کان گاڈیے۔ کوئی شخص اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ فضیل بن عیاض کے لمحہ ساعت کے وقت یہ آیت پڑھی گئی:

”کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے اہل ایمان کے لیے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لیے اور اس (قرآن) کے آگے جو حق میں سے نازل ہو چکا ہے؟“ (الحدید: 16)

یہ کلمات مبارکہ تیر کی طرح فضیل کے دل میں اتر گئے۔ ایک دم نعرہ مارا: ”ہائے میرے اللہ!“ اور پھر اُسی لمحے چوری سے توبہ کر لی۔ اپنی ایسی اصلاح کی اور روحانی منازل طے کیے کہ اُن کا شمارہ دی مرتبہ صلحائے امت میں ہونے لگا۔

☆ نقشہ بدلتا گیا

حضرت ذوالنون مصری مشہور بزرگان دین میں سے ہیں۔ جوانی کے دنوں میں ایک عیش پرست عرب کے ہاں ملازم تھے۔ ایک دن انہوں نے کسی شخص کی زبان سے ایک آیت (متذکرہ بالا واقعہ کی آیت) سنی، اور اسے سنتے ہی نہ

کریں۔ اگر وہ بدی کر کے گیا تو اُس کا سامنا ایسے ہو گا جیسے کسی کا غلام چوری کر کے بھاگ گیا ہو، اور آقا نے اُس کی تلاش اور گرفتاری کے لیے پیادے دوڑائے ہوں اور وہ اُس کو ہٹھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر اور گلے میں طوق ڈال کر آقا کے حضور لائیں۔ اس وقت آقا کے سامنے وہ لکنا شرم سارا اور قابل لعنت ہو گا!

سلیمان: (آنکھوں میں آنسو لیے ہوئے) کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں اپنا حال جان لیتا کہ ان دونوں صورتوں میں کس صورت میں مالک کے سامنے میری پیشی ہو گی؟

ابو حازمؓ: یہ معلوم کرنا تباہ کل آسان ہے۔ قرآن نے اس حقیقت سے پرده اٹھا دیا ہے۔

سلیمان: کس آیت میں؟

ابو حازمؓ: ”یقیناً نیکو کا بندے نعمتوں میں ہوں گے اور یقیناً فاسق و فاجر جہنم میں ہوں گے۔“ (الانفطار: 13، 14)

اب تم خود ہی اپنے اعمال کا جائزہ لے لو کہ آیتم اب رار میں سے ہو یا فمار میں سے!

سلیمان: اگر انجام کار اعمال پر مختصر ہے تو پھر رحمت کیا ہوئی؟

ابو حازمؓ: یہ بات بھی قرآن مجید سے پوچھلو۔

سلیمان: کس آیت سے؟

ابو حازمؓ: ”یقیناً اللہ کی رحمت اہل احسان بندوں کے بہت ہی قریب ہے۔“ (الاعراف: 56)

سلیمان خوف کی حالت میں روتے ہوئے بے حال ہو کر اٹھتا ہے۔

صرف تمام مناہی سے توبہ کر لی بلکہ زندگی کا رخ ہی بدل دیا اور اللہ کے پسندیدہ بندوں میں درجہ پایا۔

حضرت ذوالنونؐ کا دربار بغداد پر بہت اثر تھا۔ آپ کی تشریف آوری پر خلیفہ متولی تعلیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا اور وزراء اور درباری سمجھی حد درجہ احترام کرتے۔ کچھ حاصلہ دین نے حضرت ذوالنونؐ کے حق میں بد گوئی کی اور خلیفہ کے کان بھرے۔ با تین ایسی تھیں کہ خلیفہ نے حضرت کومصر سے بلوایا۔ آپ دربار میں داخل ہوئے تو اس مختصر سی آیت کی تفسیر نہایت ہی پُرسوز انداز میں بیان کی:

”اے اہل ایمان! زیادہ گمان کرنے سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔“ (الحجرات: 12)

اندازِ کلام ایسا تھا کہ جس کے اثر سے خلیفہ کا دل پکھل گیا اور وہ بے اختیار رونے لگا۔ ظاہر ہے کہ اس سیلی گریہ میں وہ تمام چغلیاں پہ گئیں جو بعض لوگوں نے کان میں ڈالی تھیں۔

☆ اللہ کے حضور

سلیمان بن عبد الملک شام گیا تو حضرت ابو حازمؓ سے ملاقات ہوئی۔ اس دوران جو گفتگو ہوئی، اُس کا خلاصہ یہ ہے:

سلیمان: روز قیامت بندوں کی ملاقات پروردگار سے کس صورت میں ہوگی؟

ابو حازمؓ: اگر بندہ دنیا میں نیکی کر کے گیا تو اس طرح ہو گی جیسے کوئی شخص مدت کے بعد سفر کر کے اپنے گھروں پہنچ اور بہت سامال و اسباب ساتھ لائے۔ اہل خانہ اس کی آمد سے خوش ہوں اور خوب خاطرداری

دوشنبی کے مینار

علم کی لاج

طالب الہائی

امام محمد بن حسن شیعیانیؑ دوسری صدی ہجری میں دین کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ، امام مالکؓ اور اپنے زمانے کے اور کئی بڑے عالموں سے فیض پایا۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ خود بھی علم کا ایک سمندر بن گئے جس سے علم کی پیاس رکھنے والے ہزاروں لوگ سیراب ہوئے۔ خلیفہ ہارون الرشید جس نے 170 ہجری سے 193 ہجری تک حکومت کی، دین کے عالموں کا بڑا قدر دا ان تھا۔ وہ بغداد کے علماء کو اکثر اپنی مجلس میں بلا یا کرتا یا خود ان کی مجلس میں چلا جاتا تھا۔

ایک دفعہ بہت سے علماء امام محمد بن حسنؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں خلیفہ ہارون الرشید آگیا اور سب اصحاب کو ”السلام علیکم“ کہا۔ امام محمدؓ نے بیٹھے بیٹھے ہی خلیفہ کے سلام کا جواب دیا مگر دوسرے تمام علماء خلیفہ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب خلیفہ اپنی سمند پر بیٹھ گیا تو ہر عالم نے باری باری اس سے ملاقات کی۔ امام محمدؓ اپنی باری پر خلیفہ سے ملے تو اس نے پوچھا: ”میری تعظیم کے لیے سب لوگ کھڑے ہوئے لیکن آپ کیوں کھڑے نہیں ہوئے؟“

امام محمد بن حسنؑ نے جواب دیا: ”آپ نے مجھ کو جس طبقے میں شریک کر رکھا ہے، میں اس سے باہر نہیں آنا چاہتا۔ آپ مجھ کو دین کے عالموں میں شمار کرتے ہیں، اس لیے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ علم والوں کی جماعت سے نکل کر خدمت

☆ عدالت جھک گئی

ایک عالی مرتبہ بزرگ خاتون کو عدالت میں ایک مرد اور ایک عورت کے ہمراہ گواہی دینے کے لیے جانا پڑا۔ قاضی نے دونوں عورتوں کے بیانات جدا جدا لینے چاہے۔ بزرگ خاتون نے الگ گواہی دینے سے قرآن کی آیت کی بنا پر انکار کر دیا اور عدالت سے کہا کہ خدا نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس غرض سے قرار دی ہے کہ اگر ایک کوئی بات بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔ ظاہر ہے کہ جدا جدا گواہی سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ قاضی نے اس قرآنی استدلال کو قول کر لیا اور دونوں خواتین کی گواہی ایک ہی ساتھی۔
یہ بزرگ خاتون امام شافعیؓ کی والدہ تھیں۔

☆.....☆.....☆

مسلمان سے ناراضیگی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ دوسرے مسلمان سے ناراض رہے اور اس سے ملاقات نہ کرے۔ تین دن گزر جانے پر اس کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے جا کر ملے اور اس کو سلام کرے۔ اگر دوسرے اس کے سلام کا جواب دے دے تو ”مصالحت“ کے اجر میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو وہ گناہ گار ہوا جبکہ سلام کرنے والا ترک ملاقات کے گناہ سے بری ہو گیا۔“

☆.....☆.....☆

بزم اقبال

ابلیس کی مجلس شوریٰ (گزشته سے پیوستہ)

اسرار زیدی

گرچہ ہیں تیرے مرید افرنگ کے ساحر تمام

اب مجھے اُن کی فراست پر نہیں ہے اعتبار

اے میرے آقا! یورپ کے سارے جادوگر اپنی سیاسی چال بازی سے دنیا
کی قوموں کو غلام بنائے ہوئے ہیں اور تجھے اپنا مرشد مانتے ہیں۔ وہ اپنے افکار
اور اعمال میں تیرے ہی اشارے پر چلتے ہیں لیکن اب مجھے ان کی ڈوراندیشی اور
معاملات کو سمجھنے کی الہیت پر شک ہونے لگا ہے۔ اس بنا پر کہیں ایسا نہ ہو کہ ابلیسی
نظام شکست کھا جائے۔

وہ یہودی فتنہ گر، وہ روحِ مزدک کا بروز

ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تارتار

پانچویں صدی عیسوی میں ایران میں مزدک نے جو نظام دیا تھا اسی قسم کا
نظام بیسویں صدی عیسوی میں ایک یہودی کارل مارکس نے دیا ہے۔ جو صفات
مزدک میں تھیں وہ آج کارل مارکس میں حلول کر گئی ہیں۔ اس نے عہد حاضر میں
مزدکیت یا اشتراکیت کے فسادی نظام سے دنیا میں جو فتنہ پیدا کیا ہے اس سے ہر
دوسرے سیاسی نظام کی دھیان اڑ گئی ہیں۔ اشتراکیت آپ کے پیدا کردہ تمام
نظاموں کو ختم کر دے گی۔

گزاروں کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جو
شخص یہ خواہش کرے کہ لوگ اس کی تنظیم کے لیے کھڑے ہوں تو اس کو چاہیے کہ
اپناٹھکا نادوزخ میں بنالے۔ جو لوگ اپنے بادشاہ کی عزت اور رتبہ بڑھانے کے
لیے کھڑے ہوتے ہیں وہ دشمن کے لیے ہیبت اور رعب کا باعث ہو سکتے ہیں، مگر
جو شخص بیٹھا رہا اس نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کی۔“

یہ سن کر ہارون الرشید نے کہا: ”آپ نے بالکل درست فرمایا۔“

اس کے بعد خلیفہ نے امام محمدؐ سے ایک مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے اس کا
جواب دیا۔ خلیفہ نے اس کے مطابق عمل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ پھر اس نے کہا
کہ میں نے آپ کے لیے کچھ عطیہ کا حکم دیا ہے، آپ اس کو اپنے ساتھیوں میں
 تقسیم کر دیجیے۔ چنانچہ امام صاحبؒ کی خدمت میں ایک بڑی رقم پیش کی گئی جو
انہوں نے اسی وقت تقسیم کر دی۔

☆.....☆.....☆

حالات کا جمر

محمد یوسین ظفر

چھوڑ و سب اصولوں کو
کر دو بند سکو لوں کو
جهالت ہو ہر طرف عام
ترقی کا ہو پہیہ جام
مکتب میں بھی ویرانی ہو
تعلیم کی ختم کہانی ہو
بچوں کا دل شاد کرو
گلیوں کو خوب آباد کرو
کھلیل کو دل میں دل لگاؤ
پڑھنے سے اب جان چھڑاؤ
جب غیروں کا دم بھرنا ہے
پڑھ لکھ کر کیا کرنا ہے

بیوں وہاں قائم جمہوری، ملکی یا جاگیردارانہ نظام ختم ہو کر نہ رہ جائے۔

☆ میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے

☆ جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

میرے مالک! مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ وہ جہاں جس کا صرف تیری قیادت

اور راہبری پر انحصار ہے وہ الٹ پلٹ ہونے کے قریب ہے۔ دنیا کو جو سیاسی،

اقتصادی اور معاشرتی نظام ہم نے دے رکھے ہیں، اب اشتراکیت کی وجہ سے

ان سب کو خطرہ ہے۔ بیوں لگتا ہے جیسے اب ہر جگہ اشتراکیت ہی چھا جائے گی۔

☆.....☆.....☆

اذان کا آغاز

مسلمان جب ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آئے تو اس وقت تک

ابھی نماز کے لیے اذان دینے کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ ایک

دن اس بارے مشورہ ہوا کہ نماز کے اوقات کا اعلان کیسے کیا

جائے! کسی نے کہا: گھنٹی جائی جائے۔ کسی نے کہا: بلند مقام پر

آگ روشن کی جائے۔ کسی نے کہا: ناقوس بجا جائے۔ سب کی

رائے سننے کے بعد بنی اکرم رض نے فیصلہ فرمایا کہ اذان کا سلسلہ

شروع کیا جائے۔ سیدنا بلاں رض کو اسلام کے پہلے موذن ہونے کا

شرف حاصل ہے۔

☆.....☆.....☆

☆ زاغِ دشی ہو رہا ہے ہم سر شاہین و چرغ

کتنی سرعت سے بدلتا ہے مزاںِ روزگار

بیباں اور جنگل کے کوئے جو کبھی بازوں اور شکروں کا شکار ہوتے تھے، اب

اُن کی برابری کا دعویٰ کرتے پھر رہے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اشتراکی نظام نے محنت

کشوں، کسانوں، مزدوروں، غریبوں اور مظلوموں کے اندر اپنے حقوق حاصل

کرنے کا ایسا شعور پیدا کر دیا ہے کہ اب وہ بادشاہوں، نوابوں، جاگیرداروں

اور وڈیوں کی برابری کر رہے ہیں۔ وہ اُن کی جگہ لینے پر تلے ہوئے ہیں۔ زمانہ

کتنی تیزی سے بدل گیا ہے۔

☆ چھا گئی آشمند ہو کر وسعتِ افلاک پر

جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اک مشہِ غبار

جس کو انجانے میں ہم مٹھی بھر دھول سمجھے تھے وہ آج پھیل کر پورے آسمان

پر چھا گئی ہے۔ مطلب یہ کہ جس اشتراکی نظام کو شروع میں ہم معمولی سمجھے تھے

اب اُس نے روئے زمین کے سارے ممالک میں ایک تحریک کی صورت اختیار

کر لی ہے۔

☆ فتنہ فردا کی بیبیت کا یہ عالم ہے کہ آج

کا پنچتے ہیں کوہسار و مرغ زار و جوئے بار

مستقبل کے اس فتنے کے خوف کی وجہ سے آج پہاڑی اور میدانی علاقے

یکساں طور پر پریشان ہیں۔ دنیا کا ہر ملک اپنے طور پر یہ خطرہ محسوس کر رہا ہے کہ

اس نظام کی بدولت کہیں دبے ہوئے اور پسے ہوئے لوگ اٹھنے کھڑے ہوں اور

پھیپھڑے اور ہوا میں نمی

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خواتین کپڑے دھونے کے بعد انہیں اندر کمروں یا صحن میں ہی خشک ہونے کے لیے ڈال دیتی ہیں۔ یہ ایک انتہائی خطرناک عمل ہے۔ اس کی وجہ سے سانس کی بیماریاں جنم لیتی ہیں اور پھیپھڑوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ کپڑوں سے نکلنے والی نمی اور ڈٹرجنٹ کی وجہ سے بننے والے بخارات ہمارے پھیپھڑوں کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ کپڑوں کی وجہ سے نمی کا تناوب 30 فیصد سے زائد ہو جاتا ہے جو ہمیں سانس کی تکالیف میں بدل کر دیتی ہے۔ جتنی زیادہ نمی ہوگی اتنا ہی اس میں فلکس پیدا ہو جاتے ہیں۔ کچھ کپڑوں میں دولٹ سے بھی زائد پانی ہوتا ہے جس کی وجہ سے نمی تیزی سے بڑھتی ہے۔ عام لوگوں کے لیے شاید یہ سُگین مسئلہ نہ ہو لیکن جو لوگ پہلے ہی دے یا کینسر کا شکار ہوں انہیں اس سے کافی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔

صح نہار منہ کھلی فضا میں 10 مرتبہ لمبی سانس اندر رکھنچیں اور باہر نکالیں۔ اس عمل سے پھیپھڑوں کی کارکردگی میں بہت بہتری آئے گی۔ ترش اور ٹھنڈے مشروبات سے مکمل پر ہیز کریں۔

(مرسلہ: عزہ عدنان)



قرآن پاک کا مجزانہ حساب

سلطان شیر الدین محمود

قری اور مشی سال میں بالکل صحیح (exact) تعلق کیا ہے، یہ بیسویں صدی کی دریافت ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہوا جب سورج اور چاند کے مدار پر اُن کی صحیح رفتار کا پتہ چلا یا گیا اور نہایت قابل اعتبار (accurate) کلک کے ذریعے وقت کی پیمائش کی دسترس حاصل ہوئی۔ ان ایجادات اور سائنسی دریافتوں کے نتیجے میں آج ہم جانتے ہیں کہ ایک مشی سال 365 نہیں بلکہ 365.2422 دن کے برابر ہے اور ایک قری سال میں 354.6039 دن ہوتے ہیں۔ اس حساب کی درستگی کا اندازہ اعشاریہ کے بعد آنے والے اعداد سے لگایا جاسکتا ہے۔ انہی دریافتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک قری مہینہ میں 29.550329 دن ہوتے ہیں۔ اب ذرا قرآن کریم کی طرف آئیے۔ اس کتاب میں قری اور مشی سال میں تعلق 1400 سال پہلے ہی لکھ دیا گیا تھا۔ اس کے لیے سورۃ الکھف کی آیات 9 سے 26 تک پرخور فرمائیں۔ اصحاب کھف چند مسلمان نوجوان تھے جو اُس وقت کے کافر حکمران کے تشدد سے بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے۔ وہاں وہ ایک لمبی مدت گھری نیند سوئے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ اٹھایا تو زمانہ بدل چکا تھا۔ اُس وقت سے یہ بحث چلی آ رہی تھی کہ وہ غار میں کتنا عرصہ سوئے رہے؟ کوئی کچھ کہتا، کوئی کچھ۔ بالآخر جب یہی سوال یہود نے حضور ﷺ کا امتحان

امر بالمعروف

رزق حلال کا طالب فقیر

سعید ارشد

ہمارے ایک شناسا کے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔ حلال و حرام پر ان کی نظر رہتی ہے۔ ان کے ایک بیٹے دوسرے شہر میں ملازم ہیں۔ جب یہ چھٹی پر گھر آئے تو دیکھا کہ دوپھر کے وقت وہ بوڑھا فقیر جو اکثر دروازے پر نظر آتا تھا، آج بھی موجود ہے اور بار بار دروازے پر دستک دے کر کہتا ہے: ”جلدی کرو۔ کھانے کا وقت ہو گیا۔“

جب چند بار اس نے دروازے پر لکڑی کا ٹھوکا دیا اور سختی سے کہا: ”آج کیا بات ہے۔ ہمارا کھانا کیوں نہیں آتا؟“ تو بیٹے کو سخت تجھب ہوا اور غصہ بھی آیا کہ فقیر ہوتے ہوئے رب ڈالتا ہے۔ وہ اٹھ کر اسے تنبیہ کریں تو ان کی والدہ محترمہ نے روک دیا اور کہا: ”یہ عام فقیر نہیں، ہمارا مہمان ہے۔ اسے تم کچھ نہ کہنا۔ ہمارے رزق پر اس کا حق ہے۔“ بہر حال جب کھانا تیار ہوا تو والدہ نے ان سے کہا اب تم خود بابا کو کھانا دو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ برآمدے میں موٹھا پڑا تھا، سامنے تپائی تھی۔ اس پر ٹرے رکھی اور والدہ کی ہدایت کے مطابق بابا سے تاخیر کی مذدرت بھی کی۔ کھانے کے بعد بیٹے اور بار عرب چہرے والے فقیر بابا میں یہ گفتگو ہوئی:

بیٹا: بابا آپ کس علاقے سے ہیں؟

بابا: سارا علاقہ اپنا ہے۔

لینے کے لیے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے نہایت واضح الفاظ میں بتایا کہ وہ اس حالت میں 300 سال (شمسی) رہے جو کہ قمری اعتبار سے 309 سال بنتے ہیں۔

”اور وہ رہے اپنی غار میں تین سو برس اور اس کے اوپر نو برس۔

آپ کہیے کہ اللہ بہتر جانتا ہے اس میں جتنا (عرصہ) وہ رہے۔

اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کا غیب۔ کیا ہی خوب ہے وہ اس کو دیکھنے والا اور کیا ہی خوب سننے والا! اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں، اور وہ شریک نہیں کرتا اپنے حکم میں کسی کو بھی۔“

(الکھف: 25، 26)

یوں اصحاب کھف کے غار میں ٹھہر نے کی مدت قمری اور شمسی دونوں کے مطابق بتا دی یعنی اگر شمسی میں پوچھتے ہو تو یہ 300 سال تھے اور اگر قمری میں جانا چاہتے ہو تو یہ 309 سال تھے۔

اگر قرآن کریم کے اس تقویٰ حساب کو شمسی اور قمری سالوں کے درمیان جدید ترین تعلق کے حساب سے چیک کیا جائے تو یہ صورت سامنے آتی ہے:

300 شمسی سال میں دن: $300 \times 309 = 109572.6$

309 قمری سال میں دن: $309 \times 365.2422 = 109572.6$

سبحان اللہ! سامنس کے جدید ترین حساب اور قرآن کریم کے حساب میں اعشار یہ کی حد تک بھی صحیح صحیح مطابقت پائی گئی ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ قرآن کریم کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب ہے؟

☆.....☆.....☆

بیٹا: وہی کہ آپ ایک وقت کے کھانے کے لیے سات میل چل کر یہاں کیوں آتے ہیں؟

بابا: کھانے کو روٹی تو کہیں سے بھی مل سکتی ہے لیکن اس گھر سے مجھے رزقِ حلال ملتا ہے۔

بیٹا: (حیرت سے) رزقِ حلال!

بابا: ہاں رزقِ حلال!! اللہ اس گھر سے راضی ہو۔

بابا نے یہ کہا اور اپنا عصا اٹھا کر چل کھڑا ہوا۔

☆.....☆

حسد کا علاج

محسن ندیم

مشترکہ فیملی سسٹم کی جہاں بہت سی برکتیں ہیں وہاں اس میں حسد اور بغضہ کی بھی فراوانی ہوتی ہے۔ کسی نے اچھا پہن لیا، اچھا کھالیا، کسی کی ترقی ہو گئی، کسی کا بچہ آگے نکل گیا تو نہ چاہتے ہوئے بھی حسد کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید کی آخری دو سورتوں میں لوگوں کے شر اور اپنے نفس کے شر سے بچنے کا بہترین علاج ہے۔ کثرت سے ان سورتوں کی تلاوت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ وہ دوسروں کے حسد سے محفوظ رکھے!

بیٹا: پھر بھی آبائی وطن کون سا ہے؟

بابا: کبھی سرحد پار رہتا تھا، اب تو بس ہا برس سے ان ہی میدانوں میں پھر رہا ہوں۔

بیٹا: یہاں کہاں رہتے ہیں؟

بابا: یہاں پانچ سات میل کے فاصلے پر دریا کے کنارے جھونپڑا ہے۔

بیٹا: سات میل دور؟

بابا: ہاں! پیٹ بڑی بلاد ہے، وہیں سے روٹی کھانے آتا ہوں۔

بیٹا: صرف یہاں روٹی کھانے؟

بابا: بھیک مانگنا میری عادت نہیں۔ ایک وقت کی روٹی چاہیے۔ وہ اس گھر سے کھاتا ہوں۔

بیٹا: کیا مطلب؟ ایک وقت کی روٹی اور وہ بھی صرف یہاں سے؟

بابا: میرے لیے بھی بہت ہے۔ ایک وقت کی روٹی سے کام چل جاتا ہے، وہی لیتا ہوں۔ اس سے زیادہ ایک لقمہ نہیں چاہیے۔

بیٹا: لیکن پیٹ بھرنے کو ایک وقت کی روٹی تو آپ کو کہیں سے بھی مل سکتی ہے۔

بابا: تجھے اتنی باتیں پوچھنے کی کیا پڑی ہے۔ تو کون ہے؟ کیا اس مائی کا بیٹا ہے؟

بیٹا: جی بابا جی!

بابا: پھر یہ لڑکا کون ہے جو روز مجھے اندر سے کھانا لا کر دیتا ہے؟

بیٹا: وہ میرا بھانجا ہے۔

بابا: اللہ اس گھر سے راضی ہو۔ وہ اچھا بچہ ہے۔

بیٹا: لیکن بابا جی آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

بابا: کون سا سوال؟

ملتِ بیضا

اٹھ مسلم اب ہو بیدار

محمد ندیم خواجہ

مادی چیزوں کی یہ فوج اٹھتی ہوئی یہ بر قی موج
شم، قمر، ائمہ، افلاک ابر، ہوا میں، آب و خاک
سب ہیں تیرے خدمت گار
اٹھ مسلم اب ہو بیدار
جو ہیں وحشی اور خون خوار ان کو سکھا تو پیار و ایثار
جن کے ذہن میں ہو تحریب پیار کی ان کو سکھا تہذیب
حال اور مستقبل کو سنوار
اٹھ مسلم اب ہو بیدار
میں اور تو کا جھگڑا نیز کینہ بیخ و بن سے اکھیر
ہر نفرت کی پاٹ خلیج الفت کے پھر بو دے بیج
میکے انوت کا گزار
اٹھ مسلم اب ہو بیدار
کب تک سوتا رہے گا تو وقت کو کھوتا رہے گا تو
ہاتھ میں وقت کی باگیں تھام دین کا بالا کر دے نام
سر سے نیند کا بھوت اتار
اٹھ مسلم اب ہو بیدار

سائنسی تحقیق

قرآنی آیات کی طبی تشریع

مصر کے ایک ماہر غذا ایات نے بتایا ہے کہ انسانی صحت کا راز قرآن مجید کی تین آیات میں پہاں ہے:

☆ ”اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔“ (الاعراف: 31)
اس آیت کی تشریع کے حوالے سے وہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹروں کی طرف سے اکثر نشاستہ (carbohydrates) اور چکنائی (fats) سے دور رہنے کا مشورہ دیا جاتا ہے حالانکہ یہ دونوں چیزیں انسانی صحت کے لیے بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔ دراصل جس چیز سے منع کیا جانا چاہیے وہ ان کا حد سے زیادہ استعمال ہے۔

☆ ”اور ہم نے پانی سے ہر جاندار شے کو بنایا۔“ (الانبیاء: 30)
پیاس لگنے لگے پانی ضرور پیس۔ طبی معیار کے مطابق، ہر شخص کو اپنے وزن کے ہر ایک کلو پر روزانہ 30 ملی گرام پانی پینا چاہیے۔ مثلاً اگر کسی کا وزن 70 کلو ہو تو وہ ایک دن میں 2100 ملی گرام یعنی 2 لتر 100 گرام پانی پینے کا اہتمام کرے۔ یہ تقریباً 8 گلاس بنتے ہیں۔ پانی جگر، گردوں اور دل کی اچھی کارکردگی کے لیے بہت ضروری ہے۔

☆ ”اور رات کو ہم نے بنادیا ڈھانپ لینے والی اور دن کو ہم نے بنادیا معاش (کی جدو جهد) کے لیے۔“ (النبا: 11)
رات کو جلدی سویا جائے اور صبح جلدی اٹھا جائے۔ یہ سب سے بہترین نسخہ ہے جو آپ کو نہ موتا ہونے دے گا اور نہ بیماری میں بنتا کرے گا۔

(انتخاب: خالد محمود)

☆.....☆.....☆

ایمان افروذی

لوہے کے پختے

مریم خسائے

”سر! سندھ میں نہر کا منصوبہ تکمیل دیا جا چکا ہے۔“ سیموئیل نے اپنے انگریز افسر کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کام شروع کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟“ جارج نے پوچھا۔

”سر! بات دراصل یہ ہے کہ نہر کے تجویز کردہ راستے میں ایک مسجد آتی ہے جسے گرانا پڑے گا۔“

”تو گرا دو اسے۔ کیا حرج ہے؟“

”سر آپ جانتے ہیں کہ کان پور کے واقعے سے مسلمان کتنے مشتعل ہیں۔

”مسجد شب بھر“ بھی ان کے اسی طرح کے ایک اشتعال کا نتیجہ ہے۔ ایسے میں ایک اور مسجد گرانا.....“

”خاموش!“ جارج دھاڑا۔ ”معلوم ہوتا ہے کہ تم مسلمانوں سے ڈرتے ہو۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ ہمارا ہندوستان پر قبضے کا مقصد ہی یہاں سے اسلام کا نام مٹانا اور عیسائیت کا جھنڈا بلند کرنا ہے۔ میں نے اس نہر کا راستہ جان بوجھ کر یہ تجویز کیا تاکہ وہ مسجد مسماڑ ہو جائے۔ ہمیں یہاں کی سب مسجدیں گردیں ہیں یا انہیں مندروں، گوردواروں اور گرجوں میں تبدیل کر دینا ہے۔ جاؤ اور نہر کے راستے میں آنے والی ہر مسجد گرا کر ملیا میٹ کر دو۔“ جارج نے غصے سے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

اچھے برے کو ذہن میں تول علم و عمل کی لے میزان حق کو صرف بنا معیار اٹھ مسلم اب ہو بیدار انسانوں کی لاشوں پر تہذیبوں کی قاشوں پر باطل نے کی یاں تغیر اس کو اٹھ پہنا زنجیر کل کا ہے تو ہی معیار اٹھ مسلم اب ہو بیدار ☆.....☆.....☆

سیدنا سلمان فارسی[ؑ] نے فرمایا کہ جو بندہ خوش حالی اور خوشی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا ہے جب اسے کوئی مشکل پیش آ جاتی ہے اور پھر وہ دعا کرتا ہے تو اس وقت فرشتے اس کی سفارش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جانی پہچانی آواز ہے جو ہمیشہ یہاں پہنچتی رہتی ہے۔ جب بندہ خوش حالی کے دنوں میں دعا نہیں کرتا اور صرف مصیبت آنے پر دست دعا پھیلاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس آواز کو تو ہم پہچانتے ہی نہیں، پہلے کبھی نہیں سنی۔ یہ بات کہہ کر بے تو جنی کرتے ہیں اور دعا قبول ہونے کی سفارش نہیں کرتے۔

سیموئیل نے فائل اٹھائی اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔ اسے آج ہی پتا چلا تھا کہ مسلمانوں کو نہر کے منصوبے کا علم ہو گیا ہے اور وہ اس مسجد کی حفاظت کے لیے سردھڑ کی بازی لگادینے کو تیار ہیں۔ ابھی کچھ ماہ پہلے ہی کان پور کی مسجد گرائے جانے کا بھی مسلمانوں نے سختی سے نوٹس لیا تھا اور مرلنے مارنے کو تیار ہو گئے تھے۔ لاہور میں ایک سڑک بنانے کے لیے مسجد گرائی گئی تو مسلمانوں نے راتوں رات دوبارہ مسجد تعمیر کر لی اور اس کا نام ہی ”مسجد شب بھر“ پڑ گیا۔ اب ایک اور مسجد کا گراہیا جانا مسلمانوں کو مزید اشتغال دلانے کا سبب بن سکتا تھا۔ یہ بات وہ جارج کو سمجھانا چاہتا تھا مگر اس نے ایک نسخی اور بلکہ اللائے سے بری طرح ڈانٹ دیا۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ سندھ کے مشہور عالم دین تاج الدین امروٹی اپنے مجاهد جاں ثاروں کے ساتھ مسجد کی حفاظت کے لیے پہنچ گئے ہیں۔

مولانا امروٹی کا نام ہی انگریزوں کے لیے دہشت کی علامت تھا۔ وہ انگریزوں کو علی الاعلان کہتے کہ اگر تم ایک گولی میرے خطے میں چلا دو تو میں سید کا بیٹا نہیں اگر تمہیں سندھ سے باہر نکال نہ کروں۔ اپنے شہر امروٹ میں انہوں نے جہاد کی غرض سے گھوڑے پال رکھے تھے۔ سیموئیل عجیب مشکل میں پھنس گیا تھا۔ ایک طرف مولانا تاج الدین امروٹی اور ان کے جان ثار تھے جو مسجد کے تحفظ کے لیے خون بہانا مقدس فرض سمجھتے تھے تو دوسری طرف سخت گیر افسر جارج تھا جو کوئی حیلہ سننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

”ہمیں معاملہ خوش اسلوبی سے حل کرنے کے لیے مولانا امروٹی سے مذاکرات کرنے چاہئیں۔ شاید وہ اپنے ارادے سے باز آ جائیں۔“ سیموئیل نے دل میں سوچا۔ چنانچہ اگلے ہی روز وہ ایک وفد لے کر سندھ کی طرف عازم

سفر تھا۔

مسجد کے کچھ دور ہی سادہ لباس میں ملبوس ایک شخص نے انہیں روکا۔ اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک اور شخصیت میں ایسا رعب تھا جس نے فوراً ہی سیموئیل کو مرعوب کر لیا۔ چہرے پر گھنی داڑھی اس کے وقار، رعب اور وجہت میں اضافہ کر رہی تھی۔

”کہاں سے آئے ہو، اور کیا چاہتے ہو؟“ اس شخص نے گرج دار آواز میں سوال کیا۔

”تمہارا نام کیا ہے؟“ سیموئیل نے پوچھا۔

”تلوار، بھاری بھر کم آواز میں جواب ملا۔

”کام کیا کرتے ہو؟“

”جہاد فی سبیل اللہ۔“ آواز میں تفاخر کا احساس نمایاں تھا۔

”کہاں رہتے ہو؟“

”فنا کے ٹیلے پر۔“

”تمہارے پاس سامان کیا ہے؟“ سیموئیل ان کی جنگی تیاریوں کا اندازہ لگانا چاہتا تھا۔

”بھنے ہوئے چنے!“

”تم کس کے ساتھ ہو؟“

”وہ ہمارے شیخ ہیں۔ ان سے بات کرو۔“

اس نے مسجد کی طرف اشارہ کیا جس کے دروازے پر ایک باوقار شخصیت کھڑی انہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ مسجد کے باہر ایک درخت کے سامنے میں

مثالی معاشرہ

اک خواہش معصوم سی!

مداحت رسول غافرہ

میں کوئی اچھا سا پلاٹ ڈھونڈنے کے لیے اپنی چھوٹی سی وادی میں جا پہنچی۔
 تصور ہی تصور میں کیا دیکھتی ہوں کہ یہ جگہ جگ مگ کر رہی ہے۔ مجھے اس وادی میں ہر طرف سبزہ لہلہتا نظر آتا ہے اور میں اس سبزے میں کھوئی چلی جاتی ہوں۔
 اس خوب صورت علاقے میں سب کچھ ہے۔ سبز کھیت، سرخ گلاب کے پھول جو اس کی خوب صورتی میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔ وادی کے جس حصے کی طرف میری نظر اٹھتی ہے، وہاں امن اور تحفظ نظر آتا ہے۔ مجھے یہاں سنت نبوی سے مزین چہرے نظر آتے ہیں۔ اس وادی میں مجھے عورت کی تذلیل نہیں ملتی بلکہ اس کے لیے عزت و احترام نظر آتا ہے۔ میں یہ جاننے سے قاصر ہوں کہ مجھے اس وادی میں تحفظ کا احساس کیوں ہو رہا ہے؟ یہ کیسی وادی ہے جہاں تشدید پسند گروہ موجود ہوتے ہوئے بھی سکون ہے؟ ایک خاتون جس کا نورانی چہرہ ہے، میں ان سے پوچھتی ہوں کہ یہ سب کیا ہے!
 وہ مجھے ایک گوشے میں لے جاتی ہے اور حقیقت کے دروازے کھلوتی ہے۔ پل پھر میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میرا اور اس خاتون کا رشتہ سدا سے ہو۔ میں اور یہ بچپن سے ایک ساتھ پلی بڑھی ہوں، میں اور وہ سگی بہنیں ہوں۔ وہ مجھے بڑے ہی پیارے اور بیٹھے لجھ میں حقیقت بتاتی ہے۔ اس کے ہر لفظ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی پاک ﷺ کی تعلیم کی برکتوں کا ذکر تھا۔

مولانا امروٹی اور انگریز وفد کی گفتگو شروع ہوئی۔

”مسجد اللہ کا گھر ہے اور ہم اس کے پاس بان بنائے گئے ہیں۔ ہماری لاشوں سے گزر کر رہی اسے گرانا تمہارے لیے ممکن ہو گا۔“

مولانا امروٹی کا ایک ہی اٹل موقوف تھا۔ گھنٹہ بھر کی بحث کے بعد انگریز وفد ناکامی کا داغ دل پر لیے یہ سوچتے ہوئے واپس آ رہا تھا:

”فنا کے ٹیلے پر رہنے والے، جہاد کو فریضہ سمجھنے والے، موت سے بے خوف، سوکھے چنوں پر گزارہ کرنے والے یہ ٹذر مجاہد ہمارے لیے لو ہے کے پختے ثابت ہو کر ہمیں ناک پختے تو چبا سکتے ہیں لیکن ان کی موجودگی میں مسجد گرانا بھلا کیسے ممکن ہو سکتا ہے!“



ہم زندگی کی شکل میں ملنے والا وقت رنگ بر نگے لباس، طرح طرح کے کھانوں اور آسائش و آرام میں گزار رہے ہیں۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو انسان کہتا ہے: ”اے فرشتو! مجھے تھوڑی سی مہلت دے دو کہ میں ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لوں، اللہ کو یاد کر لوں۔ تھوڑا سا موقع دے دو کہ میں کچھ صدقہ و خیرات کر لوں۔“ اس کے جواب میں فرشتے کہتے ہیں: تجھے جو وقت ملنا تھا سول گیا۔ Time is over۔ اب چلو!

چمن آدائی

اولاد کی اصلاح

☆ ایک ماں ہونے کے ناطے میں اپنے بچوں کو اچھا برا سمجھاتی تو ہتی ہوں لیکن اس کے ساتھ اللہ کے سامنے دست بد دعا بھی رہتی ہوں۔ میں تمام والدین کو مشورہ دوں گی کہ اپنے بچوں کے ساتھ نماز پڑھیں۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھیں، تسبیح لے کر بیٹھیں۔ آپ کو ایسے کاموں میں مصروف دیکھ کر بچوں کا رمحان بھی ایسا بننا شروع ہو جائے گا اور ان کی نیکی کی عادات پختہ ہوتی جائیں گی۔ اللہ کے حضور فریدا کرنے اور گرگڑاتے رہنے سے رحمت الہی بھی شامل ہو جائے گی اور بچوں میں احساس بھی بیدار ہو جائے گا۔ (مسزوقار)

☆ تعلیم صرف ملازمت کے لیے حاصل نہیں کی جاتی بلکہ اپنی اور خاندان کی زندگی کو سنوارنا تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔ بے شک انٹرنیٹ ایک خطرناک فتنہ ہے۔ اس سے بچوں کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ انہیں خود وقت دیں۔ ان سے باتیں کریں۔ میں روزانہ شام کو کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتی ہوں۔ بچوں کو بے چین دیکھوں تو کہتی ہوں مجھے پتہ ہے آپ کوفون کی فکر ہے، کسی کامیش دیکھنا یا کسی کی بات کا جواب دینا ہو گا لیکن یاد رکھوں کہ وقت نہیں ملنا کہ ہم اکٹھے بیٹھ سکیں، پھر آپ یاد کرو گے کہ ماں کے پاس بیٹھ لیتے۔ کوئی زیادہ ہی بے قرار نظر آئے تو اسے کہہ دیتی ہوں جاؤ پہلے فون دیکھ لو یا اپنی میل، وُس ایپ چیک کرو، بعد میں بات کر لیں گے۔ میں اس معمول میں کبھی ناغنہیں ہونے دیتی۔

اس نے بتایا کہ اس وادی میں جتنا حسن ہے وہ دراصل یہاں کے نظام میں اللہ کے احکام اور نبی پاک ﷺ کی سنت کی حکمرانی کے سبب ہے۔ یہاں سب ہی صفائی کو ایمان کی علامت سمجھتے ہیں۔ برسوں پہلے یہاں جب کوئی چوری کرتا تھا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے تھے، کوئی ناجائز قتل کرتا تھا تو اسے بھی قتل کر دیا جاتا۔ غرض اس وادی کا سارا سکون دینی احکام پر عمل درآمد کی وجہ سے ہے۔ اس خاتون کی باتیں سننے کے بعد میرے دل نے مشورہ دیا: ”یہیں رہو.....یہیں جیو!“

کاش ایسا ہوتا لیکن میں ایک ہی جھٹکے سے اس دنیا میں آگری جہاں چاروں طرف گناہوں کی بدبو ہے۔ وحشت، درندگی اور شیطان کی حکمرانی ہے۔

☆.....☆.....☆

☆ ابن آدم کے اکثر گناہوں کی جڑ زبان ہے۔

☆ عاجزی، انگساری، درگز را اور توبہ اللہ کی قربت کی نشانیاں ہیں۔

☆ دنیا کمانے کے لیے علم حاصل کرنے والے کا دل علم سے خالی رہتا ہے۔

☆ دنیا میں سب سے کمزور وہ ہے جو اپنی خواہشات پر قابو نہ رکھ سکتا ہو۔

☆ شک ایک ایسی پیاری ہے جو انسان کا سکون ختم کر دیتی ہے۔

☆ جو انسان جتنا خاموش رہتا ہے وہ اپنی عزت کو اتنا ہی محفوظ رکھتا ہے۔

اللہ کا شکر ہے اب بچے اتنا عادی ہو چکے ہیں کہ خود کھانے کے بعد بیٹھ کر کوئی نہ کوئی بات چھیڑ لیتے ہیں۔ ایک بیٹی نے اس نشست کا نام *Gossips* مینگ رکھ لیا ہے۔ میں باتوں کے ساتھ ان کو احساس دلاتی رہتی ہوں کہ جو وقت بر باد ہو گیا وہ کبھی واپس نہ آئے گا اور پھر پچھتاوے گے۔ اینٹرنیٹ، فون کو اتنا ہی وقت دو جتنا ضروری ہے۔ (مسزسرور)

☆ میری بڑی بیٹی کالج میں پڑھتی ہے۔ دوسال پہلے مجھے احساس ہوا کہ بیٹی کا لہجہ اور رنگ ڈھنگ بدل چکا ہے۔ میں کچھ کہتی تو کالج کی پڑھائی کا رعب ڈالتی کہ میرا اتنا پڑھنے اور لکھنے والا کام باقی ہے۔ میں نے بیٹی کو اعتماد میں لے کر بات کی۔ وہ اس بات پر آمادہ ہوا کہ باجی کو طریقے سے سمجھائیں گے۔ اس نے فون اور لیپ تاپ چیک کیے تو پہنچا کہ فضول چیزیں دیکھتی اور گھٹیا قسم کے میسجر بھیجتی رہتی ہے۔ اسی بیٹی کے ذریعے آہستہ بیٹی کو سمجھایا۔ بار بار احساس دلایا تو کوشش رنگ لائی۔ بیٹی سب کچھ چھوڑ کر پڑھائی میں لگ گئی۔ والدین کو چاہیے کہ گھر میں ایک بچے کو دوست بنائیں۔ اس کے ذریعے باقی بچوں کو سمجھانے اور انگرانی کا کام لیں۔ بہت بہتر نتیجہ نکلے گا! (مسزوزیہ)

جب تک آپ زندہ ہیں، والدین کی حیثیت سے زندہ رہیں۔ کہنے میں سمجھانے میں سستی نہ کریں۔ آپ کو کہتے رہنے کا بھی اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی سرخ روپھریں گے، ان شاء اللہ!

☆.....☆.....☆

ادب العالیہ

توجه فرمائیے

مشرک لیم سجانی

ہم عموماً ہر اچھی بات کسی بڑی شخصیت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ بہت سے ایسے اشعار نظر سے گزرتے ہیں جن کا اقبال کے اندازِ فکر اور اندازِ بخشن سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ ذیل میں ایسے چند اشعار پیش ہیں جو اقبال کے نہیں مگر ان سے منسوب کر دیے گئے۔

تندیٰ بادِ مخالف سے نہ گمراہے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے
(سید صادق حسین)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
(ظفر علی خان)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر
(بھرتی ہری)

قتلِ حسینِ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
(مولانا محمد علی جوہر)

نیچے دیے گئے اشعار کسی اقبال نامی شاعر کے ہیں مگر شاعر مشرق علامہ محمد اقبال سے منسوب کیے جاتے ہیں۔

کرتے ہیں لوگ مال جمع کس لیے یہاں اقبال
سلتا ہے آدمی کا کفن جیب کے بغیر

میرے بچپن کے دن بھی کیا خوب تھے اقبال
بے نمازی بھی تھا بے گناہ بھی

گوگنی ہو گئی آج زبان کچھ کہتے کہتے
پچکچا گیا میں خود کو مسلمان کہتے کہتے
یہ سن کہ چپ سادھ لی اقبال اس نے
یوں لگا جیسے رک گیا ہو مجھے حیواں کہتے کہتے

تیرے سجدے کہیں تجھے کافر نہ کر دیں اقبال
تو جھلتا کہیں اور ہے اور سوچتا کہیں اور ہے

دل پاک نہیں ہے تو پاک ہو سکتا نہیں انساں
ورنہ ابلیس کو بھی آتے تھے وضو کے فرائض بہت

کیوں متیں مانگتا ہے اوروں کے دربار سے اقبال
وہ کون سا کام ہے جو ہوتا نہیں تیرے پروردگار سے؟

☆.....☆.....☆

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برا نیوں پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا
(بہادر شاہ ظفر)

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر
 فعل بد خود ہی کریں، لعنت کریں شیطان پر
(اَن شاء اللہ خان)

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے
(سید محمد مست کلکتوی)

مسجد خدا کا گھر ہے، پینے کی جگہ نہیں
کافر کے دل میں جاء، وہاں خدا نہیں
(نامعلوم)

اللہ سے کرے دور تو تعلیم بھی فتنہ
إِمَلَّاك بھی، اولاد بھی، جاگیر بھی فتنہ
ناحق کے لیے اٹھے تو شمشیر بھی فتنہ
شمشیر ہی کیا نرہ تکبیر بھی فتنہ

(نامعلوم)

ایسی خواتین سے بچ کر رہیں!

ایک عورت ہمسائی کے گھر گئی اور باتوں باتوں میں کہنے لگی کہ میرے شوہر نے اتنے ہزار کا سوٹ لے کر دیا ہے، یہ جوتا دیکھو برائڈ ہے۔ پھر معنی خیز نظر وہ سے ہمسائی کے پرانے جوتے اور کپڑوں کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی کہ لگتا ہے تھہارے شوہر کو تو شاید تمہارا خیال ہی نہیں ہے۔

کچھ دریہ بیٹھنے کے بعد وہ تو چلی گئی مگر نفرت کی ایک چنگاری سلاگئی۔ ہمسائی کے دل میں خلش پیدا ہو گئی اور رہ رہ کر خیال آنے لگا کہ واقعی میرا شوہر مجھ پر خرچ کرنے میں کبوس ہے۔ اس نے شام تک شوہر سے بات تک نہ کی اور جب خاوند نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے تو وہ پھٹ ہی پڑی۔ نتیجہ ٹھیک ٹھاک جھگڑے کی صورت میں نکلا جس کے اثرات کئی دن باقی رہے۔

ہمارے ارد گرد یا گھروں میں جونفتر پھیل رہی ہے، اس کی جڑ تک جایا جائے تو اکثر اس کے پیچھے کسی ایسے فرد کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ اس لیے ان سے بچ کر رہیے۔

(مرسلہ: احسن بنین)



اگر آپ کی زندگی کا کوئی مقصد ہے تو اس کے ساتھ امید کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ہر حال میں اپنی امیدوں کو زندہ رکھیں، ایک نہ ایک دن اپنے نصب ایمن کو پالیں گے، ان شاء اللہ۔ امید اپنے رب سے وابستہ رکھیں۔ اسی پر بھروسہ رکھیں۔

گولڈن ملک

حکیم عزیز الرحمن

ہلدی کا دودھ برصغیر پاک و ہند میں صدیوں سے بطور دوا استعمال ہو رہا ہے۔ کچھلی کچھ دہائیوں سے یہ نسخہ مغربی ممالک کے ہاتھ لگا ہے اور انہوں نے اسے ”گولڈن ملک“ کا نام دیا ہے۔ یہ دودھ جدید سائنس کی نظر میں کس قدر مفید ہے، آئیے جانتے ہیں۔

قوت مدافعت

ہلدی میں شامل کر کوئی کیمیا ایٹھی آ کسانیڈ بینٹ ہمارے جسم کے تباہ شدہ خلیات کی مرمت کرتا اور اندر وہی اعضا کو تقویت دیتا ہے۔ جب دودھ، ادک اور دار چینی کو ایک ساتھ پکایا جاتا ہے تو اس کی افادیت کئی گناہ بڑھ جاتی ہے جو ہمارے جسم کی قوت مدافعت کو مضبوط بناتی اور بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

اندر وہی زخم

ہمارے جسم کے پیر وہی حصے پر اگر چوٹ لگ جائے تو اکثر سوزش نمودار ہوتی ہے جو ہمیں دکھائی دیتی ہے مگر یہی سوزش اگر اندر وہی اعضا کے متاثر ہونے سے ہو تو یہ دکھائی نہیں دیتی اور ہمیں اندر ہی اندر نقصان پہنچاتی رہتی ہے۔ ہلدی کا دودھ سوزش کو دور کرنے والی خوبیوں سے بھر پور ہوتا ہے۔ تحقیق کے مطابق یہ خوبیاں بغیر کسی ضمنی اثرات کے ہمارے جسم کو جہاں سوزش سے بچاتی ہیں وہاں جوڑوں کی درد میں بھی انتہائی مفید ثابت ہوتی ہیں۔

زخمیوں کو جلد بھرنے میں مدد دیتا ہے۔

بد ہضمی

معدہ اگر وقت پر خالی نہ ہو تو بد ہضمی لاحق ہو جاتی ہے۔ ادرک کے اجزا معدے کو جلد خالی کرنے میں مدد کرتے ہیں جبکہ ہلڈی میں شامل اجزاء معدے میں خوراک کو ہضم کرنے والے ازانم کی مقدار کو 62 فیصد بڑھاتے ہیں۔

ہڈیوں کی مضبوطی

ہمارے جسم کی بنیاد ہڈیاں ہیں جنہیں کیا شیم اور وٹامن ڈی کی ضرورت ہوتی ہے۔ گولڈن ملک ان وٹامنز سے بھر پور ہوتا ہے۔ ان وٹامنز کی کمی ہڈیوں کو کمزور کرنے کے علاوہ اور بہت سی بیماریوں میں بنتلا کرنے کا باعث بن سکتی ہیں۔

ہلڈی کا دودھ بنانے کا طریقہ

ایک کپ دودھ، ایک چائے کا چیج ہلڈی، ایک چھوٹا ٹکڑا ادرک کا یا آدھا چائے کا چیج ادرک کا پاؤڈر، آدھا چائے کا چیج دارچینی کا پاؤڈر، ایک چنکی کالی مرچ اور اگر ضروری سمجھیں تو ایک چائے کا چیج شہد ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں اور دودھ کو ابال لیں۔ ابال آنے پر دودھ کے نیچے آنچ کو ہلکا کر دیں اور دس منٹ تک ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ پھر اسے چھان کر کپ میں ڈال لیں اور گرم گرم نوش کریں۔ ہلڈی کا دودھ بنانا کر آپ اسے فرتن میں محفوظ بھی کر سکتے ہیں کیونکہ یہ فرتن میں پانچ دن تک خراب نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں دودھ کو فرتن سے نکال کر پہلے گرم کریں اور پھر استعمال کریں۔

☆.....☆

یادداشت کی مضبوطی

الازم بر جھونے کی دماغی بیماری ہے۔ یورپ میں اس کے 7.5 ملین سے زیادہ مریض ہیں مگر یہ بیماری پاکستان اور ہندوستان میں بہت کم ہے جس کا سبب ماہرین کے مطابق ہمارے روزانہ کے کھانوں میں شامل ہونے والی ہلڈی ہے۔ ہلڈی، ادرک، دودھ اور دارچینی میں ایسے اجزا شامل ہیں جو دماغ کی صلاحیت کو بڑھاتے ہیں، دماغ کے فیصلہ کرنے کی طاقت میں اضافہ کرتے اور یادداشت کو بہتر بناتے ہیں۔

خوش مزاجی

گولڈن ملک میں شامل ہلڈی کا کیمیا کر کو مین اور دارچینی ہمارے دماغ کی گرمی کو دور کر کے ہمارے موڈ کو بہتر بناتے ہیں۔

شوگر اور دل کے امراض

اگر روزانہ 120 ملی گرام دارچینی کا استعمال کیا جائے تو یہ ہمارے جسم میں بڑھے ہوئے کولیسٹرول کو کم کرنے میں انتہائی مددگار ثابت ہوگی۔ گولڈن ملک میں ایسی خوبیاں ہیں جو دل کی صحت کے لیے انتہائی مفید ہیں۔ یہ دل تک خون لے جانے والی نالیوں کی صفائی اور خون میں بڑھی ہوئی شوگر کو کم کرتا ہے۔

کینفسر سے بچاؤ

صدیوں سے طب یونان کے ماہرین جسم میں ایسی بیماریاں جو جراشیم سے پیدا ہوتی ہیں ان کے مریضوں کو ہلڈی کا دودھ پینے کی نصیحت کرتے آ رہے ہیں۔ یہ ہمارے جسم کو نافیکشن سے بچاتا، ہمارے مدافعی نظام کو طاقتوں بناتا اور

اب کے برس اے دوست میرے!

کوئی ہار گیا، کوئی جیت گیا
یہ سال بھی آخر بیت گیا
کبھی پسne سجائے آنکھوں میں
کبھی بیت گئے پل باتوں میں
کچھ تجھ سے لمحات بھی تھے
کچھ حادث اور صدمات بھی تھے
کچھ بے رُخی، کچھ بے چینی
کچھ من میں سمٹی دیرانی
پر اب کے برس اے دوست میرے!
اللہ سے دعا یہ مانگی ہے
کوئی پل نہ تیرا اُداس گزرے
کوئی روگ نہ تجھے راس گزرے
کوئی شخص نہ تجھ سے گلہ کرے
تو جو مانگے وہ مل جائے
تیری معاف وہ ہر اک خطا کرے
تجھے ایسے ہی رب عطا کرے!
(مرسلہ: فیم کے حق)

☆.....☆.....☆

علیم و تربیت

تقریب تقسیم انعامات

آمنہ سلامت

پچ توپچے، بڑے بھی انتظار میں تھے کہ کب چچا جان آئیں اور ہماری بزم ادب کا نظارہ کریں۔ آخر وہ دن آئی گیا۔ جناب معلمہ شیم نے تھائیف کو پیک کرنے میں مدد دی۔ ہماری معلمہ کوثر کو اس سرپرستی سے بڑا فائدہ ہوا۔ شدید سردی اور ڈھنڈ کی وجہ سے دن 11 بجے بھی سورج نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے باوجود حاضری خوب رہی۔

معلمہ کوثر نے تعلیم کے ساتھ تربیت کا حق بھی ادا کیا ہوا تھا۔ 4 سے 15 سال تک کی عمر کے 45 پچ باری باری اپنا سبق سنانے لگے۔ تلاوت، حمد، نعمت، تقریب، مکہ طیبہ مع ترجمہ، اسمائے حسنی، سورۃ الفاتحۃ مع ترجمہ، روز مرہ امور کے آداب۔ غرضیکہ 45 منٹ میں سارا پروگرام مکمل ہوا۔ سب طلبہ و طالبات کو انعام بھی پہنچادیے گئے۔ تمام ماوں کو کلوجی اور شاکلی کے سفوف کا تحفہ دیا گیا۔ نئے بچوں کو پیش، شارپنر، ربر، سوپیش دی گئیں۔ مٹھائی بھی بانٹی گئی۔ ماشاء اللہ سب ہی انہائی خوش ہوئے۔

انعام یافتہ چند نام یہ ہیں: بنیان اختر، مسرت، وردہ، اقراء اکرم، شرین، سمیرا، زینیرہ، طیبہ شیم، عیشا فاطمہ، علی حمزہ، عبدالسمیر، غلام مصطفیٰ، ملائکہ، جواد، عبدالممیز، عدیل، محمد احمد، ایمان فاطمہ، سحر فاطمہ، ابیہس، ابو بکر، عثمان، فیضان، رضوان، عبد الرحمن، فزا، نبیلہ اور ان سطور کی رقم۔

یہ گاؤں کھوکھراں والا کنوں کھلاتا ہے۔ کھڈیاں، ضلع قصور سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مسجد (ماستر عبد العزیز مرحوم) میں یہ یونیورسٹی محفوظ منعقد ہوئی۔

☆.....☆.....☆

اور اب شیخ عمر فاروق!

ڈاکٹر مزمل احسن شیخ

معروف قلم کا رجنا ب شیخ عمر فاروق 30 دسمبر 2020ء بروز بدھ قضاۓ الٰی سے وفات پا گئے۔ افٰللہ و افٰلیہ راجعون!

شیخ صاحب جامعہ سلفیہ اور جامعہ تعلیمات اسلامیہ (فیصل آباد) کے سابق استاذ تھے۔ اصلاحی موضوعات پر ان کی تحریریں با قاعدگی سے کئی رسائل و جرائد میں شائع ہوتی تھیں۔ انہوں نے اپنے مضامین کے مجموعے خود شائع کرائے، اور پھر انہیں فی سبیل اللہ تقسیم بھی کیا۔ ان کی معروف تالیفات ”شریعت اسلامیہ کے محسن“، تفسیر سورۃ البقرۃ، تفسیر سورۃ آل عمران، تفسیر سورۃ النساء، پارہ 30، ”سیرت سیدنا محمد ﷺ“ اور ”مسلمان بچے“ دنیا کے کئی ممالک میں تقسیم ہوئیں۔ یہ مرحوم کے لیے بہت بُرا صدقہ جاری ہے۔

مرحوم نیک سیرت، ادب و صحافت کے خوگر، ملکی حالات سے باخبر، امت مسلمہ کی خیر و بھلائی کا در درکھنے والے تھے۔ ادارہ تدریس القرآن کی بنیاد رکھی اور بہت سوں کوتربیت کے زیور سے آ راستہ کیا۔

ان کی نمازِ جنازہ بعد نمازِ ظہر جامع مسجد منصورہ میں شیخ الحدیث حافظ محمد ادریس کی اقتداء میں ادا کی گئی جبکہ دوسرا نمازِ جنازہ بعد نمازِ عصر وحدت کالونی کی وسیع و عریض گراڈ میں پروفیسر ڈاکٹر جمادلکھوی نے پڑھائی جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

ادارہ ”کوثر“، مرحوم کے پیس ماندگان کے غم میں شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پیچھے رہ جانے والوں کو صبر جیل عطا کرے۔ آمین!





BANASPATI & COOKING OILS

کچھ خاص مہارے کا خوبیں



[KausarCookingOils](#)